طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ (الحدیث)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

طالبات تقریر کیسے کریں؟

جلد دوم

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی دامت برکاتہم

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ پرتاپگڈھ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) مدیر دارالعلوم محمدیہ بنگلور

کی مجالس سے ماخوذ

مرتب

ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مکتبہ طیبہ دیوبند ۲۲۷۵۵۴

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	طالبات تقریر کیسے کریں؟ (جلد دوم)
ماخوذ از خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب	:	ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت وتزئین	:	مولانا عبید الرحمٰن قاسمی و مولانا فہیم احمد قاسمی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

مرتب کا مکمل پتہ

RAHEEMI SHIFA KHANA
#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبرشمار	مضامین	صفحہ
1	انتساب	8
2	تقریظ	9
3	حرف اول	11
4	صدقہ عید الفطر کی فضیلت	12
	صدقۂ فطر کوتاہیوں کی تلافی	13
	عید الفطر کی سنتیں	14
	مسلمانوں کے لئے دو ہی عیدیں ہیں	15
5	مسلمان عورت کی خوبیاں	16
	رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کا تقویٰ	20
6	خواتین گھریلو بجٹ میں اپنی آمدنی کا خیال رکھیں	21
	خرچ کرتے وقت مستقبل کا خیال رکھیں	24
7	بیٹی کی تربیت پر جنت کا وعدہ	25

	بچیوں کی پرورش پر خصوصی توجہ دیں	27
8	مسواک کی اہمیت اور ضرورت	29
	مسواک کرنے کا طریقہ	30
	مسواک کے ذریعہ فتحیاب ہوگئے	31
9	مسواک کے روحانی اور مادّی فائدے	33
	مسواک کے فضائل	34
	ہم سنتوں کو زندہ کریں	35
10	لڑکی کا نکاح کرنے کے لئے مالی وسائل کی کیا ضرورت!	37
	احکام شریعت بھول گئے	39
11	مردوں وعورتوں پر ایک دوسرے کے حقوق لازم ہیں	41
	قبل از اسلام اور بعد از اسلام	43
12	عالمی یوم خواتین منایا جاتا ہے مگر......	45
	مرد وعورت کی الگ الگ ذمہ داریاں	48
13	حضور ﷺ کو عورتوں کی کتنی فکر تھی؟	49
	کوئی عادت تو پسند ہوگی	52
14	نماز تہجد کی فضیلت	53
	تہجد کا معمول بنائیں	56
15	جہیز سماج کا ایک ناسور ہے	57
	فضول خرچی سے اجتناب کریں	60
16	خیر وشر کے ذریعے انسان کی آزمائش	61
	صبر وشکر سے کام لیں	63

17	پردے کا حکم کیوں؟	65
	عورت گھر کے باہر زینت نہ اختیار کرے	67
18	جہیز کی لعنت سے کیسے چھٹکارا ملے	69
	عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی شادی	72
19	واک اور ورزش بھی سنت ہے	73
	ورزش کئی بیماریوں کا علاج	75
20	اسلام عورت کے حقوق کا محافظ ہے	76
	طلوع اسلام سے قبل عورت کی حالت زار	77
	عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید	78
	عرفہ کے خطبہ میں بھی عورتوں کا ذکر	80
21	لباس پہننے کا مقصد	82
	لباس کے تین مقاصد	83
	مشابہت غیر کی مذمت	85
	تشبہ اور اس کا مفہوم	86
	ساتر لباس پہنیں	86
22	ہمیشہ اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو	88
	شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	91
23	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عاجزی اور انکساری	92
	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رعایا پروری کا اہم واقعہ	94
24	نکاح کا اصل مقصد	96
	دیندار رشتہ آنے پر نکاح نہ کرنا فساد کا باعث ہے	98

25	کلام الٰہی کے ساتھ رسالت کی اہمیت	100
	معلم کے بغیر کتاب کو سمجھا نہیں جاسکتا	101
	رہنما کے بغیر منزل تک نہیں پہونچ سکتے	102
26	برکت والا نکاح اور شادی	104
	دور نبوت میں نکاح بہت آسان تھا	106
27	روزہ کے جسمانی اور روحانی فائدے	108
	روزہ دار روزہ کی حالت میں کن باتوں کا لحاظ رکھے؟	109
	روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو	110
	حالت سفر میں روزہ رکھنا	110
	شریعت نے سہولت بھی دی ہے	111
28	معاملات کی درستگی ہی اصل دین ہے	112
	حقوق سے دستبرداری، جھگڑوں کو ختم کردیتا ہے	113
	مکمل اسلام میں داخل ہو جاؤ	115
29	مدینہ میں مسلمانوں کی غربت اور حضورؐ کی شفقت ومحبت	116
	حضورؐ نے ہر حال میں صبر وشکر کا دامن پکڑا	117
	یہ آپؐ کا معجزہ تھا	118
30	مخلص افراد ہی صالح معاشرہ کی بنیادیں	121
	عمل صالح معاشرے کا ذریعہ	122
	صالح معاشرے کے لئے نسخہ کیمیا	123
31	علم دین کی فضیلت اور اہمیت	125
	اولاد کے تعلق سے والدین سے باز پرس ہوگی	128

32	دنیا سے بے رغبتی آخرت میں سب سے زیادہ کام آئے گی	130
	آپ ﷺ کا فاقہ	132
	ہم دنیا کے طرف راغب ہو رہے ہیں	132
33	جہیز کی لعنت معاشرہ کا کینسر ہے	134
	راجیہ سبھا کی رپورٹ	136
	زنا معاشرہ کے لئے ناسور ہے	138
	برکت والا نکاح	138
34	اکثر مسلمان عملاً قرآن سے دور ہیں!	139
	قرآن سے بے اعتنائی	140
35	حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی مجاہدانہ زندگی!	142
	حلال کھانے والا عقلمند ہے	143
	تم ابراہیم بن ادہم تو نہیں ہو	144
36	زندگی حقیقت میں دل کی زندگی ہے	146
	دل کو بھی عوارض لاحق ہوتے ہیں	147
	دل کو سنوارنے کی ضرورت	149
37	قرآن کریم کی تلاوت کے بار بار اور مسلسل احکامات	151
	تلاوت قرآن صرف ایک عبادت ہی نہیں	152
	تجوید	153
	روزانہ کا معمول	153
38	حضور ﷺ کی ہجرت خالص رحمت الٰہی کے سائے میں	155
	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بے مثال قربانی	157

طالبات تقریر کیسے کریں؟ کی جلد دوم کا

انتساب اور ثواب

خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروقؓ کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جن کے ذریعہ اسلام کو قوت حاصل ہوئی، جن کی بدولت حرمِ مکی میں پہلی اذان واقامت اور نماز باجماعت ادا کی گئی، جن کا غضب بروایت علیؓ بارشادِ نبوتؐ رب ذوالجلال کا غیض وغضب قرار دیا گیا، جن کی سختی نے اسلام کو وسعت اور نرمی نے لوگوں کے قلوب میں شعائرِ اسلام کو جگہ دی۔ جن کا عدل اور حکومت مثالی رہی، جن کے خوف وہراس سے شیطان راستہ تبدیل کر دیا کرتا تھا، جنہیں بزبانِ نبوتؐ بروایت علیؓ "چراغ اہل جنت" قرار دیا۔ جن کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ اُمت کی ماں قرار پائیں اور آپؓ کو اعزائے رسولؐ میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا، بالآخر یہ شرف اس قدر قریب ہوا کہ روزِ قیامت تک آپؓ نبیؐ کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔ آپؓ کی قبر اطہر پر ہزاروں رحمتیں، برکتیں اور انوارات نازل ہوں۔

خاکروب

آستانۂ فاروقیہؓ

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی

خانقاہ رحیمی بنگلور

مورخہ: ۱۸؍جون ۲۰۱۳ھ بروز منگل

تقریظ

مولانا حکیم محمد عثمان حبان دلدارؔ قاسمی زید مجدہم
ناظم تعلیمات دار العلوم محمدیہ بنگلور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

زمانۂ قدیم میں بچیوں اور لڑکیوں کی تعلیم وتربیت پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی، بلکہ عورت کو انسان تصور کرنے والے بہت کم لوگ تھے، وہ صرف مرد کی ضرورت تھی لیکن اسلام نے عورت کو مقامِ اعلیٰ عطا کیا، اس کی تعلیم وتربیت کو لازمی اور اجر وثواب کا ذریعہ بتایا، سارے عالم میں پھیلی ہوئی خرافات جو عورت کو ذلیل ورسوا کرنے کیلئے ہوا کرتی تھیں ان کو اسلام نے مٹایا، اور ہر ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کو اس کا جائز حق دلوایا تاکہ وہ بھی معاشرے میں سکون واطمینان کی زندگی گذار سکے۔

آج جب یوروپی تہذیب وتمدن کی بدولت رشتوں میں دراڑیں پڑتی جارہی ہیں اور عورتیں آزادی کے نام پر رسوائی وذلت کو فخر ومنزلت سمجھنے لگی ہیں تو ایسے موقع پر اسلام کے پیش کردہ نظامِ حیات کو دوہرانے کی اشد ضرورت ہے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورت کو اس کا صحیح منصب ومقام یاد دلایا جائے، اس کی صحیح تربیت کی جائے۔

آج عورت کی تعلیم تو ہے لیکن اس کی صحیح تربیت نہیں، اس پر نکیر تو کی جاتی ہے لیکن مثبت پہلو کی طرف متوجہ نہیں کیا جاتا، جس کی ضرورت از حد ہے۔ اس ضرورت کو حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی نے خوب سمجھا اور اپنی مجالس میں مسلم بچیوں کی اصلاح و تربیت کے متعلق خصوصی ارشادات و فرمودات کے ذریعہ یہ باور کرایا کہ عورت گھر کی ملکہ ہے، اسے بازار کی رونق نہیں بنایا جاسکتا، لہٰذا ہمیں اپنی بچیوں کی تعلیم و تربیت اسلامی رنگ میں بچپن سے ہی کرنی چاہئے، تاکہ ایک منظّم و مستحکم اور پاکیزہ معاشرہ میسر ہوسکے۔

برادرِ کبیر ڈاکٹر حکیم محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید مجدہم نے آپ کے ارشادات کو شروع میں خطبہ و تمہیدی کلمات کے ذریعہ ترتیب دے کر ایک چھوٹا سا کتابچہ بعنوان ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' ترتیب دیا تھا، جس کے موضوعات کو بے حد پسند کیا گیا، جس پر بہت سے افراد نے اس کی مزید جلدیں لانے پر اصرار کیا، حضرت حبیب الامت مدظلہ سے اجازت طلب کرنے کے بعد آپ کے دیگر خطبات اور مجالس سے مزید عناوین کو اخذ کر کے دس جلدوں پر مشتمل مناسب صفحات پر اس کتاب کی دوبارہ اشاعت کی گئی، ذاتِ باری تعالیٰ سے امید ہے کہ سابقہ کتابچہ کی طرح ''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' کتاب بھی مدارس نسواں کی طالبات کیلئے اسی طرح نافع ثابت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ و جملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین!

العارض

محمد عثمان حبان دلدار قاسمی

ناظم تعلیمات دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۷ رجون ۲۰۱۳ء بروز پیر

حرفِ اول

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

الحمدللہ بعد نماز جمعہ احاطۂ دارالعلوم محمدیہ بنگلور میں مجلس رحیمی ہوتی ہے، ناچیز مجالس میں شریک رہتا ہے جس میں اصلاح وتربیت کے عنوان پر مختلف جواہر پاروں سے حاضرین دامن بھرتے ہیں، دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ ان کو یکجا کیا جائے جس سے مدارس میں پڑھنے والی طالبات استفادہ کرسکیں، مجلس رحیمی میں حضرت قبلہ والد بزرگوار خواتین کے متعلق جو ارشاد فرماتے تھے راقم ان کو یکجا کرتا رہا اور تھوڑے عرصہ میں مختلف عنوانات سے مضامین تیار ہوگئے، عنوانات ترتیب دے کر قبلہ والد بزرگوار سے ان کو شائع کرنے کی اجازت طلب کی، حضرت نے چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھ کر اجازت مرحمت فرمادی، ناچیز نے صرف تمہیدی کلمات کا اضافہ کیا ہے امید کہ تقریروں کا یہ مجموعہ مدارس نسواں کی طالبات کیلئے نافع ثابت ہوگا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ناچیز کی اس سعی کو قبول فرمائے اور ناشر جناب مولانا محمد طیب صاحب قاسمی مالک مکتبہ طیبہ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

احقر

محمد فاروق اعظم قاسمی المعروف محمد حارث حبان

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

مورخہ: ۱۸؍جون ۲۰۱۳ء بروز منگل

صدقۂ عید الفطر کی فضیلت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ. وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! جولوگ اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانہ کی سی ہے جس سے سات بالیاں اگیں اور ہر بالی میں سوسو دانے ہوں اور اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے چند گنا کرتا ہے اور اللہ وسیع علم والا ہے۔ اسلام نے دو عیدیں مشروع کی ہیں زمانہ جاہلیت میں بہت سے رسوم ورواج لوگوں میں پائے جاتے تھے اسلام نے ان سب کو ختم کردیا اور دو عیدیں جو مشروع کی ہیں ان میں بھی غیروں کی طرح شور وشرابہ اور ہنگامہ نہیں۔ پٹاخے ناچ گانے اور شراب وکباب نہیں بلکہ اس میں بھی شکرانہ کی دو رکعتیں پڑھی

جاتی ہیں اپنی خوشی میں غریبوں اور محتاجوں کو بھی شریک کیا جاتا ہے ایک دوسرے کو عید کی مبارکباد پیش کی جاتی ہے غرضیکہ یہ دونوں عیدیں امن وامان پیار ومحبت اور اخوت وبھائی چارگی کی تعلیم دیتی ہیں۔ صدقہ فطر کے جہاں اور بہت سے فوائد ہیں وہیں ایک بڑا افائدہ اور سبب یہ ہے کہ عید کا دن خوشی کا دن ہے ممکن ہے کہ بہت سے غریب مسلمان اپنی غربت وافلاس کی وجہ سے عید کے دن بھی کھانے پینے کا نظم نہ کرسکیں اور ایسی صورت میں دوسروں کو دیکھ کر ان کے دلوں میں حسرت ویاس پیدا ہو اور دوسرے مسلمانوں کی طرح یہ لوگ خوشی نہ منا سکیں اسلئے صدقہ فطر کو لازم کیا گیا۔

صدقہ فطر کوتاہیوں کی تلافی

روزہ دار کتنا ہی اہتمام کرے روزہ کے دوران کچھ نہ کچھ کوتاہی ہو ہی جاتی ہے، کھانے پینے اور روزہ توڑنے والی باتوں سے بچنا تو آسان ہوتا ہے لیکن فضول مصروفیات اور نامناسب گفتگو سے مکمل احتراز نہیں ہو پاتا، اس لئے اس طرح کی کوتاہیوں کی تلافی کے لئے شریعت میں رمضان المبارک کے ختم پر صدقۂ فطر کے نام سے گویا کہ روزہ کی زکوۃ الگ سے واجب قرار دی ہے، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

”فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةُ الْفِطْرِ طُهْرَةٌ لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةٌ لِّلْمَسَاكِيْنِ مَنْ اَدَاهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَهِيَ زَكٰوةٌ مَقْبُوْلَةٌ وَمَنْ اَدَاهَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِّنَ الصَّدَقَاتِ“ (ابوداؤد:۱۶۰۹)

”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کو ضروری قرار دیا جو روزہ دار کیلئے لغو اور بے حیائی کی باتوں سے پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور مسکینوں کیلئے کھانے کا انتظام ہے جو شخص اسے عید کی نماز سے پہلے ادا کردے تو یہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ فطر واجب ہونے کے دو مقاصد ہیں۔ پہلا مقصد روزہ کی کوتاہیوں کی تلافی۔ دوسرا مقصد امت کے مسکینوں کیلئے عید کے دن رزق کا انتظام۔ اسلئے صاحب وسعت مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ صدقہ فطر بروقت ادا کرنے کا اہتمام کریں، جیسا کہ حدیث بالا میں فرمایا گیا ہے کہ عید کی نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنے کا ثواب زیادہ ہے، اسی بنیاد پر ''حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ عید سے دو تین دن پہلے ہی صدقہ فطر ادا کر دیا کرتے تھے۔'' (ابوداؤد: ۱۶۱۰)

اور یہ مناسب بھی ہے تاکہ مستحق حضرات پہلے ہی سے عید کی تیاری کر سکیں۔ جو شخص زندگی کی لازمی ضروریات کے علاوہ اتنی قیمت کے مال کا مالک ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہو سکے اس شخص پر عید الفطر کے دن صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

صدقہ فطر کی مقدار نصف صاع گیہوں (یعنی پونے دو کلو) یا ایک صاع جو یا کھجور یا ان چیزوں کی قیمت کے بقدر کوئی دوسری چیز یا نقد روپۓ ہے۔

عید الفطر کی سنتیں

عید کے دن تیرہ (۱۳) چیزیں مسنون ہیں: (۱) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا (۲) غسل کرنا (۳) مسواک کرنا (۴) عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا (۵) خوشبو لگانا (۶) صبح کو بہت سویرے اٹھنا (۷) عید گاہ میں بہت سویرے جانا (۸) عید گاہ جانے سے قبل کوئی شیریں چیز مثل چھوہارے وغیرہ کے کھانا (۹) عید گاہ جانے سے قبل صدقۂ فطر دے دینا (۱۰) عید کی نماز عید گاہ میں جا کر پڑھنا یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا (۱۱) جس راستے سے جائے اس کے سوا دوسرے راستہ سے واپس آنا (۱۲) پیدل جانا (۱۳) اور راستے میں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد آہستہ آواز میں پڑھتے ہوئے جانا۔

مسلمانوں کے لئے دو ہی عیدیں ہیں

کتنی پیاری تعلیم ہے اسلام کی اس سے عمدہ تعلیم اور اس سے بہتر عید کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہم جس ملک میں رہتے ہیں یہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے آئے دن ان کی کوئی نہ کوئی عید رہتی ہے جس میں خرافات بے حیائی شراب و کباب اور پٹاخے پھوڑنا یہ ساری باتیں پائی جاتی ہیں یہی دستور عیسائیوں کا ہے، کرسمس ڈے کے موقع پر ساری برائیاں ہوتی ہیں بلکہ جتنی شرابیں اس دن بکتی ہیں اتنی کئی مہینوں میں بھی نہیں بکتی گویا ساری برائیاں خوشی خوشی منائی جاتی ہیں اور کوئی عیب تصور نہیں کیا جاتا۔ ہمارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کے لئے دو عیدیں ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ عید الفطر تو رمضان کے روزہ رکھنے کے شکریہ میں اور عید الاضحیٰ سیدنا ابراہیم و اسماعیل علیہم السلام کی یادگار کے طور پر منائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا کرم ہے اس نے ہم سب کو اسلام کی عظیم دولت سے نوازا اور حضور نبی کریم ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

مسلمان عورت کی خوبیاں

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے مسلمان عورت کی خوبیاں اسی تعلق سے چند باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش خدمت ہیں ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ کی مجلس میں یہ بات ہوئی کہ سب سے بہتر عورت کون ہے حضرت علی کرم اللہ وجہ مجلس سے اٹھ کر فوراً گھر تشریف لے گئے۔ اہلیہ محترمہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ سب سے بہتر عورت کونسی ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سب سے بہتر عورت وہ جو کسی غیر محرم کو نہ دیکھے اور نہ کسی غیر محرم کی نظر اس پر پڑے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ

ﷺ میری اہلیہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سب سے بہتر عورت وہ ہے جو کسی غیر محرم کو نہ دیکھے اور نہ ہی کسی غیر محرم کی نگاہ اس پر پڑے۔ آپ علیہ السلام نے خوش ہو کر فرمایا فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے۔ تو گویا عورت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ بے پردہ نہ پھرے خصوصاً آج کل کے ماحول میں جب کہ بے پردگی بے حیائی عریانیت وفحاشی عروج پر ہے طرح طرح مخرب اخلاق آلات واسباب وجود میں آگئے جن کی وجہ سے ہر عمر کے لوگ تباہی کے شکار ہو رہے ہیں۔ اور اپنی زندگی کے قیمتی اوقات ضائع کر رہے ہیں اور ان کو احساس تک نہیں ہوتا۔

عورت شعلہ بھی ہے اور شبنم بھی۔ اگر وہ خدا کے خوف سے عاری ہے اور اسکا دل ونگاہ بے باک ہے، ایمان کی نعمت سے محروم ہے تو وہ ایک شعلہ کی مانند ہے جس سے زندگی وروح کی خرمن کو آگ لگ جانے کا خطرہ ہے اور صرف خطرہ ہی نہیں بلکہ زندگی کی حقیقی مسرت وشادمانی جھلس جایا کرتی ہے۔

اس کے برخلاف مومن عورت جس کا دل ودماغ ایمان کے چراغ سے روشن ہوتا ہے خدا کی محبت اور اس کے خوف سے سرشار رہتا ہے اور اپنی زندگی کو ایک متاع گرانمایہ سمجھتی ہے تو وہ اس شبنم کی طرح ہے جس سے سارا باغ ٹھنڈک محسوس کرتا ہے جس کی آمد سعید پر پتہ پتہ کھل اٹھتا ہے اور ڈالی ڈالی جھوم جاتی ہے اور زمین کا ہر حصہ سیراب ہوتا ہے۔

مسلمان عورت صبر وتحمل، عفت وعصمت، وقار وتمکنت، خدمت واطاعت، خوف ومحبت، اور ان جیسے بیش بہا اوصاف سے متصف ہو کر جس خانہ ویران میں داخل ہوتی ہے اس کو روشن بنا دیتی ہے اور ہر ایک کے لئے اچھی مثال قائم کر جاتی ہے وہ ایمان ویقین کی منزل سے گزرتی ہے اور کسی لمحہ بھی اس کے قدم کو لغزش اور اس کے خیال میں تبدیلی نہیں پیدا ہوتی، وہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی شکل میں سامنے آتی

ہے اور ایمان ویقین کی مشعل جلاتی ہے، مصیبتوں کو دعوت دیتی ہے اور آخر کار ابوجہل کا برچھا کھا کر موت کی آغوش میں جا سوتی ہے مگر لب تک کفر کے کلمات نہیں آتے۔ اس کو اپنا شوہر، اپنی اولاد اپنے اعزاء اپنی دولت چھوڑتے ہوئے سعادت معلوم ہوتی ہے کہ زہے قسمت کہ یہ چیزیں خدا کی محبت وخوف کی راہ میں قربان ہورہی ہیں، وہ دیوانہ وار گھر سے نکلتی ہے اور یہ سن کر کہ حضور ﷺ شہید ہوگئے بے قرار ہوجاتی ہے وہ ہر ایک سے پوچھتی ہے، کوئی کہتا ہے کہ تمہارے باپ شہید ہوگئے، کوئی سناتا ہے کہ تمہارا بھائی قربان ہوگیا، کسی کی زبان سے نکلتا ہے کہ تمہارا شوہر راہی مالک بقا ہوا، مگر وہ ایمان ویقین کی بندی رضائے مولیٰ اور محبت رسول پر جان دینے والی آگے بڑھتی جاتی ہے اور حضور ﷺ کو پوچھتی جاتی ہے، ناگاہ حضور ﷺ پر نظر پڑتی ہے تو زبان سے بے اختیارانہ نکلتا ہے: "کُلُّ مُصِیبَۃٍ بَعْدَکَ جَلَی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت ہلکی ہے، اسی واقعہ کو مولانا شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے نظم کی ہے جس کے دو آخری شعر یہ ہیں:

بڑھ کے اس نے رخ اقدس جو دیکھا تو کہا
تو سلامت ہے تو پھر ہیچ ہے سب رنج والم
میں، اور باپ بھی، شوہر بھی، برادر بھی فدا
اے شہ دیں ترے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

وہ لڑکی ہو یا بڑی، دن کی روشنی میں بھی اور رات کی تاریکی میں خدا سے ڈرتی ہے اور ایسے موقع پر اپنے بڑوں کو بھی سبق دیتی ہے جب اس کو اس کی ماں حکم دیتی ہے کہ بیٹی اس سے پہلے کہ رات کی سیاہی اپنی چادر لپیٹے اور صبح نمودار ہو، دودھ میں پانی ملادے، مسلمان بیٹی کہتی ہے کہ اماں کل امیر المومنین نے منادی کرائی تھی کہ دودھ میں پانی کوئی نہ ملائے، ماں کے کہنے پر کہ امیر المومنین اس وقت کہاں دیکھ

رہے ہیں، بیٹی خدا کے خوف سے لرز اٹھتی ہے اور جواب دیتی ہے کہ اماں اگر امیر المومنین کی نگاہ یہاں نہیں پہنچ سکتی ہے تو کیا خدا دانا و بینا بھی نہیں دیکھ رہا ہے؟ وہ گھر کا کام بھی کرتی ہے تو خدا کو بھول کر نہیں، رضائے مولیٰ سے بے نیاز ہو کر نہیں، وہ قدم قدم پر خدا کو راضی کرتی ہے، اسکی نگاہ ادھر سے ادھر اٹھتی نہیں، اسکے پیش نظر یہ آیت رہتی ہے: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ. (سورہ نور:۳۰) ''اور فرمادیجئے مسلمان عورتوں سے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عفت و آبرو کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کی جگہوں کو ظاہر نہ کریں مگر جو کھلی ہوئی رہتی ہیں اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہیں۔ وہ کسی مجلس میں آزادانہ شریک نہیں ہوتی، نہ بیباک نگاہیں ڈالتی پھرتی ہیں، اس کو اپنی عزت و آبرو ہر چیز سے زیادہ عزیز ہوتی ہے، وہ اگر اپنے باپ سے بھی بات کرے گی تو فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چل کر، نہ اس کا دل گندے تصورات سے آشنا ہوگا، نہ دماغ فحش خیالات سے متاثر، اس کا لباس ساتر ہوتا ہے، نہ اتنا باریک ہوتا ہے کہ جسم جھلکے نہ اس طرح کھلا ہوتا ہے کہ جسم کا کوئی حصہ نظر آئے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وعید سے ڈرتی ہے کہ جو عورتیں اس طرح لباس پہنتی ہیں کہ پہننے کے بعد بھی ننگی معلوم ہوتی ہیں اور اتراتی چلتی ہیں وہ جنت میں نہ جائیں گی، نہ ان کو جنت کی خوشبو آئے گی۔ حالانکہ جنت کی خوشبو دور سے محسوس ہوگی۔

وہ عبادت کرتی ہے تو ایسی کرتی ہے کہ بڑے بڑے ہمت والے ہمت چھوڑ بیٹھیں۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس کی آخری مثال تھیں، وہ اپنے آپ کو مسجد کے ستون سے رسی باندھ کر لٹکا لیتی تھیں کہ مبادا نیند نہ آجائے، ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہنا پڑا کہ میانہ روی اختیار کرو بہتر عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے جو خواہ تھوڑا ہو۔

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کا تقویٰ

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا ایک خاتون ہی تھیں جو بہت سے مردوں پر فوقیت لے گئیں ان کے تقویٰ و پرہیزگاری کا عالم یہ تھا کہ ایک دفعہ سالن بنانا تھا مگر پیاز نہیں تھی خادمہ نے عرض کیا کہ پیاز نہیں ہے تو کہنے لگیں کہ اگر پیاز ہوتی تو اچھا ہوتا تھوڑی ہی دیر میں ایک کوا آیا اور اپنی چونچ میں پیاز لئے گھر میں ڈل دی خادمہ نے عرض کیا کام بن گیا پیاز کا انتظام ہو گیا کہنے لگیں کہاں سے آ گئی؟ تو خادمہ نے کہا کہ ایک کوا لے کر آیا ہے تو رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ پیاز کوا لے کر آیا ہے پتہ نہیں حلال ہو گی کہ حرام معلوم نہیں کہاں سے لے کر آیا ہے اس لئے سالن بغیر پیاز کے بنالو چنانچہ بغیر پیاز کے سالن بنایا گیا آج کل کا کوئی مرد یا عورت ہوتی اور اس کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آتا تو اس کو اپنی اعلیٰ کرامت تصور کرتی اور لوگوں میں مشہور ہو جاتا کہ فلاں بہت بزرگ ہے اس سے تو بڑی کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں ہم سب کو صحابیات اور تابعات کے نقش قدم پر چل کر اپنی زندگی گذارنی چاہئے اسی میں ہماری کامیابی ہے اور دارین کی فلاح وسعادت مضمر ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

خواتین گھریلو بجٹ میں
اپنی آمدنی کا خیال رکھیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْآ اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ کَفُوْرًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! کفایت شعاری ایک عمدہ خصلت ہے جس نے بھی یہ خصلت اپنالی وہ کبھی بھی مالی بحران کا شکار نہیں ہوسکتا اور دوسروں کے سامنے کبھی محتاج نہیں ہوسکتا کم آمدنی کی صورت میں بھی وہ پریشانی کی زندگی نہیں گذارے گا اور زیادہ آمدنی کی صورت میں وہ کبھی اترائے گا نہیں بلکہ ہر حال میں میانہ روی اختیار کرے گا عورتوں کو خاص طور پر کفایت شعاری کو اختیار کرنا چاہیئے۔ کسی کے حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے اس لئے فضول خرچی

سے ہمیشہ اجتناب کرنا چاہیئے وہی خواتین کامیاب اور خوش وخرم زندگی گذارتی ہیں جو خرچ کرنے میں احتیاط کرتی ہیں اور جن عورتوں کو فضول خرچی کی عادت پڑ گئی ان کی آمدنی خواہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو مگر ان کا خرچہ آسانی سے پورا نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری اہم چیز یہ ہے کہ دوسروں کو نہیں دیکھنا کہ وہ تو اچھے اچھے لباس پہنتی ہے عمدہ کھانا کھاتی ہے اونچے بنگلوں میں رہتی ہے عیش وآرام کی ساری اشیاء میسر ہیں اس سے نعمت خداوندی کی ناشکری ہوگی ہمیشہ اپنے سے غریبوں کو دیکھنا چاہیئے۔

وہ زمانہ اب نہیں رہا جب عورتوں کو گھر کی چہار دیواری تک محدود رہنا پڑتا تھا، انہیں ، زیادہ سے زیادہ گھر کا کام کاج انجام دینا ہوتا تھا۔ آج عورتیں ہی نہیں نوعمر لڑکیاں بھی مختلف پیشوں میں اپنی صلاحیتوں کے جوہر دکھارہی ہیں ، اسلئے جب ان کے ہاتھ میں بچوں کی تربیت کے ساتھ ساتھ گھریلو بجٹ تیار کرنے کا کام آتا ہے تو وہ اس میں مردوں سے زیادہ اہلیت اور مہارت کا ثبوت دیتی ہیں ۔ پھر بھی اس کیلئے ضروری ہے کہ عورت پڑھی لکھی ہو امور خانہ داری میں اسے خاطر خواہ دلچسپی ہو اور فضول خرچی سے پہلو بچاتی ہو، جب کسی عورت میں یہ صلاحیتیں جمع ہوجاتی ہیں تو وہ گھر کا بجٹ متوازن رکھنے میں کامیاب رہتی ہے۔ آج اس شدید مصروفیات کے دور میں جب کہ مرد اپنا کاروبار چلانے یا نوکری کرنے میں ہمہ تن مصروف رہتا ہے تو متعدد گھروں کیلئے خریداری کا کام عورتیں ہی کرتی ہیں اور جو سلیقہ مند خاتون ہوتی ہیں، وہ خریداری سے پہلے اپنی گھریلو آمدنی کو سامنے رکھ کر بجٹ بنالیتی ہیں، کیونکہ وہ اس حقیقت سے واقف ہوتی ہیں کہ جتنی چادر ہو اتنے ہی اپنے پیر پھیلانے چاہئیں۔

بجٹ سرکاری ہو یا گھریلو ہو وہ ایک چیلنج ہوتا ہے اور اس کو تیار کرتے وقت اپنی ضرورتوں کا لحاظ کر کے آمدنی وخرچ کو دیکھا جاتا ہے ۔ انسانی ضروریات میں پہلی ضرورت اس کا مکان ہوا کرتی ہے۔ دوسری ضرورت اس کا لباس ہوتی ہے۔ جس

کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ پہنو جو لوگوں کو پسند آئے، پھر اس کے بعد کھانے پینے کی ضرورت کا نمبر آتا ہے، سمجھ دار اور گھر کی خواتین ذمہ دار اپنی آمدنی کے اندر بجٹ بناتی ہیں اور جو آمدنی کا لحاظ نہیں رکھتیں، انہیں مالی پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اسی طرح دوسری گھریلو ضرورتوں کو پورا کرنے کی کافی اہمیت ہوتی ہے، مثال کے طور پر تعلیم کا خرچ، اخبارات کا بل، بجلی، پانی اور ٹیلی فون کے ماہانہ اخراجات، تہوار، تقاریب، مہمان نوازی، سیر و تفریح اور ایسے ہی دوسرے پروگراموں کیلئے رقم کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اچھی گرہستن خواتین اپنا بجٹ بناتے وقت اخراجات کی ان سب مدوں کا خیال رکھتی ہیں اور سمجھدار بیویاں تو اپنے شوہر سے صلاح و مشورہ بھی کر لیتی ہیں اور جو ان سبھی پہلوؤں کو سامنے نہیں رکھتیں، انہیں بعد میں مالی دقتوں کا شکار ہونا پڑتا ہے اور ایک مرتبہ جب ان کے گھریلو بجٹ کا توازن بگڑ جاتا ہے تو پھر وہ مہینوں سنبھالے نہیں سنبھلتا۔ اسلئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ شروع سے فضول خرچی کی عادت نہ ڈالی جائے اور کفایت شعاری کی زندگی گذاری جائے۔ درحقیقت گھریلو بجٹ بنانا اپنی آمدنی کو ایک توازن کے ساتھ خرچ کرنے کا دوسرا نام ہے، جس میں کفایت شعاری کافی مددگار ثابت ہوتی ہے اور فضول خرچی پریشانی کا باعث بنتی ہے پھر دن بدن آسمان کو چھوتی مہنگائی کے اس دور میں انسان دو باتوں پر خاص توجہ دے تو وہ سکون و اطمینان کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرسکتا ہے۔ پہلی بات یہ کہ خرچ کرنے سے قبل سوچ لے کہ کہیں وہ غیر ضروری تو نہیں ہے۔ فضول چیزوں پر ایک پیسہ صرف نہ کیا جائے، کس دل میں خواہش اور امنگیں نہیں ہوتیں، لیکن ان کو اپنی قوت خرید کا پابند رکھنا چاہئے، دوسرے یہ کہ مہنگائی برق رفتاری کیساتھ بڑھ رہی ہے۔ لہٰذا مستقبل کیلئے بھی کچھ نہ کچھ رقم ضرور پس انداز کر کے رکھ لینی چاہئے، آج کے مزہ کیلئے کل کی پریشانی مول لینے والے اچھے بجٹ ساز نہیں ہوسکتے۔

خرچ کرتے وقت مستقبل کا خیال رکھیں

انسان کو مستقبل میں پیش آنے والے امور کے تعلق سے فکر مند رہنا چاہئے اور یہ سوچنا چاہئے کہ کل جب خرچ بڑھ جائے گا اولاد بڑی ہو جائے گی لڑکیاں جوان ہو جائیں گی اور ان کی شادی بیاہ کیلئے ہزاروں بلکہ آج کل کے دور میں لاکھوں روپے کا خرچ آئے گا اس وقت ہم کیا کریں گے ہماری قوت بھی جواب دیدیگی ہم کما بھی نہ سکیں گے اس لئے ان ایام کی تیاری پہلے ہی کر لینی چاہئے تاکہ کف افسوس نہ ملنا پڑے۔ بسا اوقات انسان کی یہ سوچ ہوتی ہے کہ میری آمدنی تو بہت زیادہ ہے مجھے مستقبل کی فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے جوانی میں عیش وعشرت کے مزے لوٹ لیں حالانکہ ان کی یہ سوچ بسا اوقات ان کیلئے بہت نقصاندہ ثابت ہوتی ہے ان کی وہ ملازمت نوکری تجارت و بزنس ختم ہو جاتی ہے اور کوڑی کوڑی کے محتاج ہو جاتے ہیں اور در در کی ٹھوکریں کھاتے ہیں مذہب اسلام نے بخل سے منع کیا ہے سخاوت کا حکم دیا ہے مگر بخل کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آدمی اپنے خرچہ میں چار پیسے مستقبل کیلئے بچا کر رکھ لے بلکہ یہ بھی شریعت ہے اور سخاوت کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ جتنا مال ہے پورا خرچ کر دے اور کل دوسروں کا محتاج بنا پھرے بلکہ ہونا یہ چاہئے کہ غریبوں محتاجوں اور فقراء، مساکین کا حتی المقدور خیال رکھے لیکن فضول خرچی نہ کرے قرآن نے فرمادیا کہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور جس گھر کی عورت فضول خرچی کرنے کی عادی ہوگئی تو اس گھر کا دیوالیہ نکل جائے گا۔ خواہ کتنی ہی کمائی کیوں نہ ہو اور جس عورت کی عادت کفایت شعاری کی ہو جائے تو وہاں کبھی محتاجگی نہیں آسکتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو کفایت شعاری کے ساتھ زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْن.

بیٹی کی تربیت پر جنت کا وعدہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُھُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْھُہٗ مُسْوَدًّا وَّھُوَ کَظِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! معاشرے کے اندر جو کمزور سمجھے جاتے ہیں یا یہ کہ اسلام کی آمد سے قبل جن کو کمزور سمجھا جاتا تھا جیسے خواتین اور غلام باندیاں مذہب اسلام نے ان کو احساس کمتری سے نکال کر احساس برتری عطا کی۔ ذلت وپستی کے عمیق غار سے نکال کر عزت ورفعت کے کوہ ہمالیہ تک پہونچا دیا اوران کے بہت سارے حقوق بیان کئے۔ چین وسکون اورراحت وآرام کے ساتھ زندگی گذارنے کا سلیقہ عطا کیا سچ تو یہ ہے کہ مذہب اسلام نے ان لوگوں پر بہت بڑا احسان کیا۔ اسلام سے قبل پیدا ہونے والی بچیوں بلکہ عام عورتوں کے ساتھ ایسے مظالم کے پہاڑ توڑے جاتے تھے کہ ان کو سن کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے

ہیں کسی ایک شہر یا مخصوص ملک میں نہیں بلکہ عمومی طور پر پوری دنیا کا یہی حال تھا عورتوں اور غلاموں کے ساتھ ناروا سلوک ہی کیا جاتا تھا بلکہ بہت سے ایسی ذہنیت کے بھی حامل تھے جو عورتوں کو انسان سمجھنے کے روادار نہ تھے۔

اسلام سے پہلے لڑکی کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا لیکن اسلام نے لڑکی کو بہت بڑا مقام عطا کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو لڑکی کی نعمت سے نوازا گیا پھر اس نے اس کو تکلیف نہیں پہنچائی اور نہ اس کی توہین کی اور نہ اس پر بیٹے کو ترجیح دی تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔ (ترمذی)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو اللہ نے بیٹیاں دے کر آزمایا پھر اس نے لڑکیوں کیساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ لڑکیاں اس کیلئے جہنم سے آڑ ہوں گی۔ (بخاری و مسلم) یعنی اپنے باپ کو جہنم میں داخل نہیں ہونے دیں گی۔ ابن شریط رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے یہاں فرشتوں کو بھیجتا ہے جو آکر کہتے ہیں اے گھر والو السلام علیکم کہ تم پر سلامتی ہو، فرشتے پیدا ہونے والی لڑکی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اسکے سر پر اپنے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں یہ ایک ناتواں کمزور جان ہے جو ایک کمزور و ناتواں جان سے پیدا ہوئی جو شخص اس ناتواں جان کی پرورش کی ذمہ داری اٹھائے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی مدد اس کے شامل حال ہوگی۔ (مجمع الزوائد) خطبات حبان صفحہ ۹۵-۹۴) اور عورت صرف شوہر کے گھر کی نگہبان نہیں بلکہ اس کی اولاد کی بھی نگہبان ہے۔ اور اولاد کی پرورش، اولاد کی خدمت، اولاد کی تربیت اور اس کی تعلیم کی ذمہ داری حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت پر ڈالی ہے۔ اگر اولاد کی تربیت صحیح نہیں ہو رہی ہے ان

کے اندر اسلامی آداب نہیں آرہے ہیں تو اس کے بارے میں پہلے عورت سے سوال ہوگا اور بعد میں مرد سے ہوگا اس لئے کہ ان چیزوں کی پہلی ذمہ داری عورت کی ہے۔ بچوں کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری اگرچہ باپ پر بھی عائد ہوتی ہے لیکن اس سلسلہ میں ماں جو کردار (رول) ادا کرسکتی ہے اس کے مقابلے میں باپ کی حیثیت ثانوی درجہ کی رہ جاتی ہے۔ اس لئے کہ ماں کی گود بچے کا سب سے پہلا مدرسہ اور تعلیم گاہ ہوتی ہے۔ پھر بچے کو ماں سے دن رات کے چوبیس گھنٹے میں اکثر اوقات سابقہ پڑتا ہے جب کہ باپ سے بہت کم سابقہ پڑتا ہے۔ اس لئے عورت پر بچوں کی تعلیم وتربیت کی نازک ذمہ داری باپ سے زیادہ عائد ہوتی ہے۔

بچیوں کی پرورش پر خصوصی توجہ دیں

ماں کی تربیت جیسی ہوگی اولاد پر ویسے ہی اثرات مرتب ہوں گے ماں اگر نیک اور صالح ہے تو اولاد بھی نیک اور صالح بنے گی اس لئے مائیں خود بھی پابند شرع ہوں اور اولاد کو بھی شریعت کے ایک ایک حکم پر عمل پیرا ہونے کی تاکید کریں بالخصوص بچیوں کی تعلیم وتربیت پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے اس لئے کہ لڑکیوں میں سدھار پیدا ہوگا اور ان کے اندر پرہیزگاری کی انمول صفات پیدا ہوں گی تو اس کے فوائد متعدی ہوں گے اور پورا خاندان مستفید ہوگا اسی لئے شریعت نے بھی بچیوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت پر جنت کی بشارت اور خوشخبری سنائی ہے ایک دفعہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ایک عورت اپنی دو بچیوں کے ساتھ آئی اور سوال کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس صرف تین کھجوریں تھیں وہی اٹھا کر دیدیں اس عورت نے ایک ایک کھجور دونوں بچیوں کو بانٹ دی اور تیسری کھانے کیلئے جیسے ہی منہ کی طرف بڑھایا دونوں بچیوں نے مانگ لیا اس عورت نے وہ کھجور بھی آدھی آدھی کر

تقسیم کر دی اور خود کچھ نہیں کھایا اس واقعہ کا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دل پر گہرا اثر پڑا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور واقعہ بیان کیا گیا تو آپ علیہ السلام نے ایسی عورتوں اور مردوں کو جنت کی خوشخبری سنائی جن کو بچیوں کی پرورش میں مبتلا کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی اولاد خاص کر بچیوں کی تعلیم و تربیت پر زیادہ سے زیادہ توجہ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

مسواک کی اہمیت اور ضرورت

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات!

مسلمانوں کو کامیابی اسی وقت مل سکتی ہے جب وہ اللہ ورسول کے ارشادات وفرمودات پر اچھی طرح عمل کریں۔ نبی کریم ﷺ کے تعلق سے قرآن اعلان کرتا ہے: وَمَآ اٰتٰـکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا رسول جو تم کو دے وہ لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ کوئی بھی بات آپ علیہ السلام خواہش نفس سے نہیں فرماتے بلکہ جو کچھ فرماتے ہیں وہ وحی الٰہی ہوا کرتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کی ایک ایک نقل وحرکت امت کے لئے نمونہ اور اسوہ ہے اسی نمونہ پر چل کر امت کامیاب ہوسکتی ہے آج ہم نے سنت نبوی کو چھوڑ دیا اور بڑی سے بڑی سنت کی ہمارے یہاں کوئی اہمیت نہیں رہی جب کہ نبی کریم ﷺ کی ایک ایک سنت خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اس میں دین کا فائدہ تو ہے ہی دنیا کا فائدہ بھی ہے آدمی کی صحت وتندرستی رہتی ہے سینکڑوں بیماریوں سے نجات ملتی ہے انہیں سنتوں میں سے ایک اہم سنت مسواک کرنا ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میری امت پر شاق گذرے گا تو ہر نماز کے لئے مسواک کرنے کا حکم دیتا مگر امت پر مشقت کی بنیاد پر حکم نہیں دیا گیا مگر امت کی فلاح و بہبودی اسی میں ہے کہ ہر نماز کے وقت مسواک کو لازم پکڑیں۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب کسی عالیشان دربار میں جانا ہوتو پہلے ظاہری شکل وصورت وشباہت کا سنوارنا اور دانتوں کو صاف کرنا بھی بڑا ضروری ہے کیونکہ بات چیت کرنیکے وقت دانتوں کی زردی اور میل نظر پڑنے سے سلیم الفطرت کو نفرت ہوتی ہے، پس احکم الحاکمین سے بڑھ کر کس کا دربار عالیشان ہوسکتا ہے اسی وجہ سے نماز پڑھنے سے پہلے جیسا کہ دیگر گندگیوں اور میل کچیل صاف کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے ایسے ہی دانتوں کے میل ومنہ کی سخت بدبو دور کرنا بھی مستحسن ہے، یہی وجہ ہے کہ نماز سے پہلے مسواک کا استعمال کیا جاتا ہے، ان احکام پر عمل کرنے سے جسمانی فائدے کے علاوہ اخروی اجر وثواب بھی ملتا ہے۔

مسواک کرنے کا طریقہ

حضرت مولانا عبد الرؤف صاحب سکھروی مدظلہ فرماتے ہیں: مسواک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مسواک داہنے ہاتھ میں اس طرح لیں کہ مسواک کے

ایک سرے کے قریب انگوٹھا اور دوسرے کے نیچے اخیر کی انگلی اور درمیان میں اوپر کی جانب باقی انگلیاں رکھیں اور مٹھی باندھ کر پکڑیں اور پہلے اوپر کے دانتوں میں داہنی طرف مسواک کریں، پھر بائیں طرف، اسی طرح پھر نیچے کے دانتوں میں داہنی طرف، پھر بائیں طرف اور ایک بار مسواک کرنے کے بعد مسواک کو منہ سے نکال کر نچوڑیں اور از سر نو پانی سے بھگو کر دوبارہ کریں، اسی طرح تین بار کریں، نیز دانتوں کی چوڑائی میں مسواک نہ کریں۔

مسواک کے ذریعہ فتحیاب ہو گئے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تو ایک ایک سنت کو دل وجان سے قبول فرماتے تھے ایک دفعہ کسی جنگ میں گئے کئی روز ہو گئے مگر فتح حاصل نہ ہوئی۔ صحابہ کرام نے آپس میں مشورہ کیا کہ آخر فتح کیوں نہیں حاصل ہو رہی ہے غور وفکر کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچے کہ آپ علیہ السلام کی ایک اہم سنت مسواک کو ترک کئے ہوئے ہیں امیر لشکر نے حکم دیا کہ سب لوگ مسواک کریں چنانچہ جب سارے لشکر نے مسواک کرنی شروع کی تو کفار کے دلوں میں ہیبت بیٹھ گئی اور ڈر کر بھاگ گئے اور اس طرح مسلمانوں کو مسواک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔ علمائے کرام نے مسواک کرنے کے بڑے فوائد بتائے ہیں ان میں ایک اہم فائدہ یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ نصیب ہو جاتا ہے۔ (اللہ اکبر) کتنا عظیم فائدہ ہے۔ انما الاعتبار بالخواتیم اعتبار خاتمہ کا ہے آدمی کی زندگی خواہ کیسی ہی گذری ہو اگر مرتے وقت اسے کلمہ نصیب ہو گیا تو اس کا بیڑہ پار ہے اور انجام کار وہ جنت میں داخل ہو کر رہے گا اطباء وحکماء نے بھی اس کے بیشمار فوائد لکھے ہیں مگر افسوس اس بات پر ہے کہ ہم نے برش کا استعمال جب سے شروع کیا اس وقت سے مسواک کو ہاتھ لگانا بھی بھول گئے ہیں

اور ہمارے ذہن ودماغ میں یہ بات پیوست ہوگئی ہے کہ برش سے دانت زیادہ صاف ہوتے ہیں اور مسواک سے کم صاف ہوتے ہیں آپ یقین کریں اگر پانچ وقت مسواک کریں گے تو بلاشبہ دانت بھی صاف ہوں گے اور بہت سی بیماریوں سے نجات بھی ملے گی۔ آیئے ہم سب مل کر اس بات کا عہد کریں کہ آج سے مسواک پابندی سے کریں گے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کو زندہ کریں گے۔ انشاء اللہ۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

مسواک کے روحانی اور مادّی فائدے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

سامعین عظام مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو!

میری تقریر کا موضوع ہے ’’مسواک کے روحانی اور مادّی فائدے‘‘ اسلام کے جتنے بھی احکام ہیں ہر ایک میں دنیوی فوائد بھی ہیں اور اخروی فوائد بھی ہیں نماز کو دیکھ لیں آخرت میں جو اس کا ثواب ملے گا اور مومنین کی آنکھیں ٹھنڈی ہونگی ان کا دل خوش اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ﷺ بھی خوش ہوں گے بلند درجات سے نوازا جائے گا جنت جیسی لازوال نعمت ملے گی جہاں ہمیشہ ہمیشہ مومنین رہیں گے اور وہاں سے کبھی نہیں نکلیں گے یہ نماز کا اخروی فائدہ ہے اس سے بڑھ کر فائدہ اور کیا ہوسکتا ہے۔ مگر دنیا کے اندر بھی اس کے بہت سے فوائد ہیں جب انسان صبح کی نماز

کے لئے اٹھتا ہے اور مسجد کا رخ کرتا ہے تو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں اس کے ذہن ودماغ کو تروتازہ کرتی ہے اور نماز پڑھتے وقت جو رکوع اور سجدے کرتا ہے تو اس سے جسم کی ورزش ہوتی ہے اور دن بھر چاق وچوبند رہتا ہے سستی وکاہلی اس کے قریب نہیں آتی اور اس طرح ایک فریضہ ادا کرنے کی وجہ سے انسان بہت سی بیماریوں سے چھٹکارا حاصل کرلیتا ہے یہ نماز کا فائدہ ہے۔

مسواک کے فضائل

کتب فقہ وحدیث میں مسواک کے بہت سے فضائل اور مسائل بیان کئے گئے ہیں اور مسواک کے بہت سے فوائد بھی روایات میں مذکور ہیں اور ان فوائد میں سے بعض کا تعلق دنیا سے ہے اور بعض کا تعلق آخرت سے ہے اس لئے مسواک کے فوائد لکھے جاتے ہیں۔

(۱) مسواک منہ کو صاف رکھتی ہے (۲) مسواک سے حافظہ قوی ہوتا ہے (۳) مسواک سے بلغم دور ہوتا ہے (۴) مسواک شیطان کو غصہ دلاتی ہے (۵) ہاضمہ کو درست کرتی ہے (۶) منہ کی زائد رطوبت کو ختم کرتی ہے (۷) ذہانت اور فطانت کو نکھارتی ہے (۸) بڑھاپے کو دور کرتی ہے (۹) کمر کو سیدھا رکھتی ہے (۱۰) دشمن پر رعب کا سبب ہے جیسا کہ حکایت نقل کی گئی ہے۔

حکایت: ایک مرتبہ مسلمانوں کا لشکر کفار سے قتال کررہا تھا قریب تھا کہ مسلمانوں کو شکست ہوجاتی، ان کی آپس میں گفتگو ہوئی کہ شکست کی کیا وجہ ہے؟ تو صلحاء نے نصیحت کی کہ مسواک کیا کرو انہوں نے کھجوروں کی مسواک بنائی اور استعمال کی تو اس سے دشمن کے دل میں رعب بیٹھ گیا کہ یہ تو درختوں کو کھارہے ہیں، ہمارے ساتھ کیا کریں گے؟ بس دشمن خوف سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

(۱۱) مسواک منہ میں خوشبو پیدا کرتی ہے (۱۲) مسواک کرنے والے سے فرشتے خوش ہوتے ہیں (۱۳) خلقی قوتوں کو درست کرتی ہے (۱۴) روح جلدی سے نکلتی ہے (۱۵) مال میں وسعت پیدا کرتی ہے (۱۶) رزق کو آسان کرتی ہے (۱۷) سر کے درد کو دور کرتی ہے (۱۸) دانتوں کو مضبوط کرتی ہے (۱۹) بدن کو قوی کرتی ہے (۲۰) دل کو صاف کرتی ہے (۲۱) فرشتے مسواک کرنے والے سے جب یہ نماز کو چلتے ہیں، مصافحہ کرتے ہیں (۲۲) اولاد کی کثرت کا سبب ہے (۲۳) جسم سے حرارت کو دور کرتی ہے (۲۴) سینے کے درد کو ختم کرتی ہے (۲۵) دانتوں کو سفید بناتی ہے (۲۶) حاجات کو پورا کرنے کا سبب ہے (۲۷) فصاحت کو بڑھاتی ہے (۲۸) مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے (۲۹) موت کے سوا ہر بیماری کا علاج ہے۔

ہم سنتوں کو زندہ کریں

آدمی دنیا کے حقیر سے فائدہ کے لئے کتنی محنتیں اور مشقتیں اٹھاتا ہے چند کوڑیوں کی خاطر راتوں رات جاگتا ہے اور یہاں ایک سنت کو ادا کرنے کی وجہ سے اتنے کثیر فوائد ہیں مگر اس کی طرف کوئی توجہ نہیں حقیقت یہ ہے کہ احکام اسلام کی ہمارے دلوں میں کوئی اہمیت نہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی سنتوں کی پروا نہیں ورنہ کیا وجہ ہے کہ بلا کسی مشقت کے محض نمازوں کے اوقات میں ایک دو منٹ مسواک کر لینے سے اتنے فوائد حاصل ہو رہے ہیں اور ہم اسکو حاصل نہیں کرتے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ معمول تھا کہ کسی بات کا آپ ﷺ حکم کرتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین عمل کرنے کے لئے دوڑ پڑتے تھے اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے تھے یہ امکان سے باہر بات تھی کہ آپ علیہ السلام کسی بات کا حکم کریں اور جانثار صحابہ اس میں پس و پیش کریں ہم بھی تو آپ علیہ السلام ہی کے نام لیوا کہلاتے ہیں

ہم آپ ﷺ کی محبت کا دم بھی بھرتے ہیں مگر جب عمل کی نوبت آتی ہے تو کنارہ کشی کرتے ہیں بلکہ کوسوں دور ہوتے ہیں کہ ہم ہمارے لئے کامیابی اسی وقت ہے جب کہ اللہ ورسول کے بتائے ہوئے احکام وقوانین کے مطابق زندگی گذاریں۔

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةَ شَهِیْدٍ جس نے میری امت کے بگاڑ کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے پکڑے رکھا تو اس کیلئے سو شہیدوں کا اجر ہے اور اس وقت امت مسواک جیسی اہم سنت کو چھوڑے ہوئے اسلئے اس سنت پر عمل کرنا یقیناً کثرت ثواب کا باعث ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

لڑکی کا نکاح

کرنے کیلئے مالی وسائل کی کیا ضرورت؟

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَاَنْکِحُوا الْاَ یَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِھِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

جامعہ ہذا کی مشفق ومہربان معلمات، اور صدر معلّمہ! نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”اَعْظَمُ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مُؤْنَۃً“ سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں کم خرچ ہو دورنبوت میں اور بعد کے ادوار میں شادیاں بڑی آسانی سے ہو جاتی تھیں خصوصاً لڑکی والوں کو کچھ خرچ ہی نہ کرنا پڑتا تھا جو کچھ ذمہ داری ہوتی تھی وہ لڑکوں پر ہوتی تھی گھر کا بندوبست کرنا اور ساز وسامان کا انتظام کرنا یہ

سب لڑکے والے ہی کیا کرتے تھے اور آج بھی عرب ممالک میں جہیز کی وہ لعنت نہیں ہے جیسا کہ ہمارے معاشرے میں ایک عام وبا پھیل گئی ہے کہ ایک لڑکی کی شادی کرنے کیلئے باپ کو اپنی جائداد اور بعض بیچاروں کو اپنا گھر بھی بیچنا پڑتا ہے۔

روایات میں آتا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے معلوم کیا کہ تمہارے پاس کچھ ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ایک گھوڑا اور ایک زرہ ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑا تو تمہاری ضرورت کیلئے ہے زرہ کو فروخت کر کے اس کی قیمت میرے پاس لاؤ، چار سو اسی درہم میں وہ زرہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ فروخت کر دی اور حاضر خدمت ہو کر وہ رقم حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے رکھ دی، آپ ﷺ نے اس میں سے ایک مٹھی درہم اٹھا کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیئے اور فرمایا کہ جاؤ اس سے خوشبو وغیرہ خرید لاؤ اور باقی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دے کر فرمایا کہ اس کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے اور گھر کے ضروری سامان میں خرچ کرو۔

معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جہیز کا انتظام حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کی رقم سے ہوا، اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ نے اس جنتی جوڑے کو اس وقت جو سامان دیا وہ کل پانچ چیزیں تھیں ایک لحاف، ایک گدا، جس میں روئی کے بجائے کسی درخت کی چھال بھری ہوئی تھی، چکی، مٹی کے دو عدد گھڑے ایک مشکیزہ۔

حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب رقم طراز ہیں کہ کچھ سال قبل شیخ عبدالفتاح ہمارے یہاں تشریف لائے اتفاق سے ایک مقامی دوست بھی اس وقت آگئے اور جب انہوں نے ایک عرب بزرگ کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے کہا کہ میری دو بیٹیاں شادی کے لائق ہیں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی شادی کے اسباب پیدا فرمائے، شیخ نے ان سے پوچھا کہ کیا ان کیلئے کوئی مناسب

رشتہ نہیں مل رہا ہے؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ رشتہ تو دونوں کا ہو چکا ہے لیکن میرے پاس اتنے مالی وسائل نہیں ہیں کہ ان کی شادی کرسکوں، شیخ نے یہ سن کر انتہائی حیرت سے پوچھا وہ آپ کی لڑکیاں ہیں یا لڑکے کہنے لگے کہ لڑکیاں ہیں، شیخ نے سراپا تعجب بن کر کہا! لڑکیوں کی شادی کیلئے مالی وسائل کی کیا ضرورت ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے پاس انہیں جہیز میں دینے کیلئے کچھ نہیں ہے، شیخ نے پوچھا جہیز کیا ہوتا ہے؟ اس پر حاضرین مجلس نے انہیں بتایا کہ ہمارے ملک میں یہ رواج ہے کہ باپ شادی کے وقت اپنی بیٹی کو زیورات، کپڑا، گھر کا اثاثہ اور بہت ساز وسامان دیتا ہے اسے جہیز کہتے ہیں اور جہیز دینا باپ کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے جسکے بغیر لڑکی کی شادی کا تصور نہیں کیا جاسکتا، اور لڑکی کے سسرال والے بھی اس کا مطالبہ کرتے ہیں جب شیخ نے یہ تفصیل سنی تو سر پکڑ کر بیٹھ گئے، اور کہنے لگے کہ کیا بیٹی کی شادی کرنا کوئی جرم ہے، جس کی یہ سزا باپ کو دی جائے؟ پھر انہوں نے بتایا کہ ہمارے ملک میں اس قسم کی کوئی رسم نہیں ہے البتہ والد اپنی بیٹی کو رخصت کے وقت کوئی مختصر تحفہ دینا چاہے تو دے سکتا ہے لیکن وہ بھی کچھ ایسا ضروری نہیں سمجھا جاتا۔

احکام شریعت بھول گئے

اس واقعہ سے کچھ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں جہیز کو جس طرح بیٹی کی شادی کا ایک ناگزیر حصہ قرار دے دیا گیا ہے اس کے بارے میں عالم اسلام کے دوسرے علاقوں کا کیا نقطہ نظر ہے۔ جیسا کہ شیخ کے حوالے سے پیچھے بیان کیا گیا شرعی اعتبار سے بھی جہیز کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیٹی کو رخصت کرتے وقت اسے کوئی تحفہ اپنی استطاعت کے مطابق دینا چاہے تو دیدے اور ظاہر ہے کہ تحفہ دیتے وقت لڑکی کی آئندہ ضروریات کو مد نظر رکھا جائے تو زیادہ

بہتر ہے، لیکن نہ وہ شادی کے لئے لازمی شرط ہے نہ سسرال والوں کو کوئی حق پہنچتا ہے کہ وہ اس کا مطالبہ کریں، اور نہ یہ کوئی دکھاوے کی چیز ہے کہ شادی کے موقع پر اس کی نمائش کر کے اپنی شان وشوکت کا اظہار کیا جائے۔ غور کریں اس بات پر وہ لوگ جو آج کل کے جہیز کو سنت ثابت کرنے کے لئے خاتون جنت کی شادی کی آڑ لیتے ہیں اور اگر بالفرض مان لیں کہ جہیز سنت ہے تو کیا اسی جہیز کو جس میں بے شمار بے ضابطگیاں دکھاوا، فضول خرچی ہو جو ہم کرتے ہیں، سنت کہے گا کوئی؟ اللہ ہم سب کو ہدایت کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین!

قرآن کی ہدایت بھول گئے سنت کی فضیلت بھول گئے
افسوس کہ ہم رفتہ رفتہ احکام شریعت بھول گئے

ہم نے شادیوں میں فضول خرچیاں کر کے شادی کو اتنا مشکل کر دیا کہ جوان لڑکے اور لڑکیاں گھروں میں بیٹھیں سسکیاں لے رہی ہیں اور رفتہ رفتہ ان کی جتنی زندگی ڈھل رہی ہے اور شادی کے اسباب ان کو میسر نہیں ہو پا رہے ہیں اگر شریعت کے احکام پر عمل کرتے تو آج یہ نوبت نہ آتی بلکہ جیسے لڑکی جوان ہوئی فوراً اس کے رشتہ کر دیں اور سکون واطمینان کی زندگی بسر کریں اس طرح معاشرے کے اندر برائیاں نہیں پھیلتیں اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ فضول خرچی سے اجتناب کریں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

مردوں وعورتوں پر ایک دوسرے کے حقوق لازم ہیں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

یعنی عورتوں کے بھی حقوق مردوں پر واجب ہیں جیسا کہ مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں قاعدہ شرعی کے مطابق۔ سورہ بقرہ کی ۲۲۸ ویں آیت عورتوں اور مردوں کے باہمی حقوق وفرائض اوران کے مراتب و درجات ایک شرعی ضابطہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے عورت کے اس موقف ومرتبہ کی کچھ تشریح کردی جائے جو اسلام نے اس کو عطا کیا ہے، جس کو سمجھ لینے کے بعد یقینی طور پر اس کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ایک عادلانہ اور متعدلانہ نظام کا تقاضہ

یہی تھا اور یہی وہ مقام ہے جس سے اونچ نیچ یا انحراف انسان کے دین و دنیا کے لئے عظیم خطرہ بن جاتا ہے۔

غور کیا جائے تو دنیا میں دو چیزیں ایسی ہیں جو اس عالم کی بقاء اور تعمیر و ترقی میں عمود کا درجہ رکھتی ہیں۔ ایک عورت دوسرے دولت: لیکن تصویر کا دوسرا رخ دیکھا جائے تو یہی دونوں چیزیں دنیا میں فساد و خون ریزی اور طرح طرح کے فتنوں کا سبب بھی ہیں اور غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچنا کچھ دشوار نہیں کہ یہ دونوں چیزیں اپنی اصل میں دنیا کی تعمیر و ترقی اور اس کی رونق کا ذریعہ ہیں، لیکن جب کہیں ان کو اپنے اصلی مقام اور موقف سے ادھر ادھر کیا جاتا ہے تو یہی چیزیں دنیا میں سب سے بڑا زلزلہ بھی بن جاتی ہیں۔

قرآن نے انسان کو جو نظام زندگی دیا ہے اس میں ان دونوں چیزوں کو اپنے اپنے صحیح مقام پر ایسا رکھا گیا ہے کہ ان کے فوائد و ثمرات زیادہ سے زیادہ حاصل ہوں اور فتنہ و فساد کا نام نہ رہے۔ دولت کا صحیح مقام، اس کے حاصل کرنے کے ذرائع اور خرچ کرنے کے طریقے اور تقسیم دولت کا عادلانہ نظام یہ ایک مستقل علم ہے جسے اسلام کا معاشی نظام کہا جاسکتا ہے لیکن یہاں عورتوں کے بارے میں ہدایت و تاکید کا ذکر ہے۔

مذکورہ بالا آیت میں عورت کے حقوق و فرائض کا ذکر ہے۔ اس سلسلے میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جس طرح عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں جن کی ادائیگی ضروری ہے ،اسی طرح مردوں پر عورتوں کے بھی حقوق لازم ہیں جن کا ادا کرنا ضروری ہے۔ ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ مردوں کا مرتبہ عورتوں سے بڑھا ہوا ہے۔ اسلام کے اس عدل وکرم کے مقابلہ میں دیگر مذاہب و اقوام کا ظلم و ستم بھی قابل دید ہے۔

قبل از اسلام اور بعد از اسلام

مذہب اسلام کے علاوہ کسی بھی مذہب اور قوم نے عورتوں کو وہ حقوق نہیں دیئے جس کی وہ حقدار تھی بلکہ اسے ہر دور میں ظلم وستم کا شکار ہی ہونا پڑا قرآن کریم نے زمانہ جاہلیت میں عورتوں پر ہورہی ایک زیادتی کا یوں ذکر کیا ہے۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا. اے ایمان والوتمہارے لئے جائز نہیں کہ تم عورتوں کو میراث میں لو۔ زمانہ جاہلیت میں ہوتا یہ تھا کہ شوہر کے مرنے کے بعد سوتیلا بیٹا یا شوہر کا بھائی یا اور کوئی وارث عورت لے لینا چاہتا تو اس کے ساتھ نکاح کر لینا یا بغیر نکاح کے پوری زندگی اپنے پاس رکھنا یا کسی سے نکاح کر دینا اور مہر خود لے لینا رائج تھا اس کے علاوہ عورت کو اپنے شوہر کی طرف سے میراث میں جو کچھ مال ملتا وہ سب دوسرے وارث رکھ لیا کرتے اور عورت کو کچھ بھی نہ ملتا۔

قرآن کریم نے سختی کے ساتھ منع کر دیا کہ یہ جو تم کر رہے ہو یہ جائز نہیں ہے بلکہ شوہر کے مرنے کے بعد عورت اپنے نفس کی مالک ہے اپنے اختیار سے جہاں چاہے جس سے چاہے نکاح کرلے شوہر کے بھائی یا کسی اور وارث کو اس کا اختیار نہیں کہ عورت کو زبردستی روک لیں غرضیکہ اسلام سے قبل عرب ہی نہیں بلکہ عموماً پورے عالم کا یہی حال تھا کہ عورتوں کے لئے ظلم وستم کو روا رکھا جاتا تھا اور جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا تھا اور کتنے لوگ ایسے تھے جو معاشرے میں عقلمند اور زمانہ کے دانشمند سمجھے جاتے تھے وہ عورتوں کو انسان ماننے کے لئے تیار نہ تھے اور اسی میں سے کچھ نرم گوشہ رکھنے والے یہ سمجھتے تھے کہ عورت ہے تو انسان مگر اس کی تخلیق صرف اس لئے ہوئی ہے کہ وہ مرد کی خدمت کرے اور نوکرانی جیسی زندگی گذارے اس کیلئے حقوق نہیں اس کو مرد کے کسی کام میں مشورہ دینے کا کوئی حق نہیں بلکہ اپنے امور کے

لئے بھی وہ مختار نہیں شوہر کی اجازت کے بغیر کچھ بھی نہیں کرسکتی۔ ہمارے ہندوستان کا بھی یہی حال تھا مرد کے انتقال کے بعد عورت کو زندہ رہنے کا کوئی حق ہی نہیں سمجھا جاتا تھا شوہر کے فوت ہونے کے بعد عورت کو ایسی ذلت ورسوائی سے زندگی گذارنی پڑتی تھی کہ اس سے بچنے کے لئے موت کو زندگی پر ترجیح دیا کرتی اور مرد کی لاش کے ساتھ اس کو بھی ستی کردیا جاتا تھا۔ یعنی شوہر کے ساتھ عورت کو بھی جلا دیا جاتا تھا۔

عرب میں لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کا رواج تھا جیسے ہی لڑکی پیدا ہوتی صحرا اور جنگل میں لے جا کر گڑھا کھود کر اس کو دفن کردیا کرتے سبھی لوگ تو ایسا نہیں کرتے تھے بلکہ بہت سے ایسے لوگ بھی تھے جو لڑکیوں کی بڑی تکریم و تعظیم کرتے اور لڑکیوں کے نام پر اپنی کنیت بھی رکھا کرتے تھے یہ تھی اسلام سے قبل عورتوں کی حالت زار اسلام نے آکر عورتوں کو صحیح حقوق دلائے عزت ورفعت عطا کی مردوں کے ہاتھوں کا کھلونا بننے کے بجائے پیار ومحبت کے ساتھ زندگی گذارنے کا درس دیا مگر افسوس یہ ہے کہ عورت کو پھر زمانہ جاہلیت کی طرف لوٹایا جارہا ہے اور آزادی کے نام پر ہر طرح کی زیادتی کی جارہی ہے اور عورت پیاری بھولی بھالی اس دام فریب میں آکر ذلت ورسوائی کا سامنا کرنے پر مجبور ہورہی ہے اگر عورت کو عزت وشرافت کی زندگی گذارنی ہے تو اسلامی احکام پر بجا طور پر عمل کرنے میں ہی کامیابی مل سکتی ہے مذہب اسلام کے علاوہ کوئی ایسا مذہب نہیں جو عورت کو عزت دلا سکے۔

اللہ تعالیٰ عورتوں کی حفاظت فرمائے اور مغرب کی تہذیب وتمدن سے مکمل حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

عالمی یوم خواتین منایا جاتا ہے مگر.....

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے حقوق ذکر فرمادیئے اور یہ واضح کردیا گیا کہ جس طرح مردوں کے حقوق ہے اسی طرح عورتوں کے بھی حقوق ہیں اور مردوں کوتاکید بھی کردی کہ عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں ان کے ساتھ صحیح انداز پر زندگی گذاریں اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی عملی زندگی سے ثابت کردیا کہ عورتوں کے کیا حقوق ومراتب ہیں اور کس طرح ان کے ساتھ زندگی گذارنی چاہئے۔ایک موقع پر ارشاد

فرمایا:خَیْرُ کُمْ خَیْرُ کُمْ لِاَھْلِهٖ وَاَنَا خَیْرُ کُمْ لِاَھْلِیْ . تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی کے لے سب سے بہتر ہو اور میں اپنی بیوی کے لئے سب سے بہتر ہوں۔ایک اور موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:اِنَّ مَنْ اَکْمَلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا حَسَنَھُمْ خَلْقًا و الطفھم بِاَھْلِهٖ. مسلمانوں میں اس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے جس کا اخلاقی برتاؤ سب کے ساتھ اچھا ہو اور خاص کر بیوی کے ساتھ جس کا رویہ لطف ومحبت کا ہو۔اس طرح کی تعلیمات کافی ہیں عورتوں کے حقوق کیلئے بس ان پر عمل آوری کی ضرورت ہے اگر صحیح معنوں میں عورتوں کے ساتھ وہ سلوک کیا جائے جو اسلام نے بتائے ہیں تو عورت بڑی پاکیزہ زندگی گذارے گی۔

ماہ مارچ میں ۸؍تاریخ کو یوم خواتین منایا جاتا ہے۔ پوری دنیا میں اس موقع پر بڑی بڑی کانفرنسیں منعقد کی جاتی ہیں سیمنار اور سمپوزیم ہوتے ہیں، لمبی لمبی تقریریں ہوتی ہیں اور خواتین کے تئیں ہمدردی کے جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ عورت کی ہمدردی میں مگرمچھ کے آنسو بہائے جاتے ہیں۔اس غریب مخلوق کی مظلومیت کا رونا رویا جاتا ہے، معاشرے میں اسے اس کا جائز حق دلانے کی قسمیں کھائی جاتی ہیں،پستی کے جس غار میں وہ پڑی ہے اسے اوپر اٹھانے کے نعرے لگائے جاتے ہیں،غرضیکہ ہر اعتبار سے ترقی دینے کے پروگراموں کا اعلان ہوتا ہے،نئی نئی اسکیمیں بنائی جاتی ہیں اور اس طرح پورا دن اسی ہنگامے کی نذر ہوتا ہے۔ دنیا کے ہر گوشے میں یہی منظر ہوتا ہے،خواہ امریکہ اور یورپ کے گل وگلزار ہوں یا افریقہ کے ریگزار،ایشیا کے سبزہ زار ہوں یا آسٹریلیا کے صحرا، ہر جگہ ایک ہی نعرہ سنایا جاتا ہے،ہر جگہ ایک ہی نغمہ گایا جاتا ہے اور وہ یہ کہ ہمیں عورت کو اس کا جائز مقام دینا ہے،ہمیں عورت کو اس سے چھینا ہوا حق واپس دلانا ہے وغیرہ وغیرہ۔

آیئے ذرا غور کیجئے کیا آج کے زمانے میں عورت واقعی اتنی ہی مظلوم ہے جتنا کہ ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے۔ کیا واقعی وہ معاشرے کی سب سے مظلوم مخلوق ہے، کیا حقیقت میں اس کے سارے حق چھین لئے گئے ہیں اور وہ اپنا سب کچھ گنوا کر جانوروں کی سی زندگی گذار رہی ہے۔ کیا فی الواقع حالات زمانہ نے خاتون خانہ کو اتنا پژمردہ، مضمحل اور افسردہ خاطر کر دیا ہے کہ اس کی دلجوئی کے لئے ہمیں ''ناری شکتی'' کا نعرہ دینا پڑ رہا ہے، موجودہ صورتحال پر ہلکی سی نگاہ ڈالنے سے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ ایسا بالکل نہیں جیسا کہ کہا جا رہا ہے۔ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں عورت نے دنیاوی اعتبار سے جتنی ترقی کی ہے اتنی پہلے کبھی نظر نہیں آتی۔ حکومت میں وہ شریک، انتظامیہ میں وہ موجود، بزنس کے میدان میں وہ دکھائی پڑتی ہے، تعلیم کے میدان میں اس نے اتنی ترقی کی ہے کہ مردوں کے شانہ بہ شانہ نظر آتی ہے، صحافت کے میدان میں وہ مردوں سے ٹکر لینے کے لئے تیار بلکہ وہ بہت سے ایسے کام جو اب تک مردوں کے لئے مخصوص سمجھے جاتے تھے، ان تک میں اس کی شمولیت ہو چکی ہے، پھر آخر اتنا واویلا کیوں؟ پھر اتنا شور و غوغا کس بنا پر، آخر ترقی کی وہ کون سی منزل ہے جس پر یہ عورت کو فائز دیکھنا چاہتے ہیں۔

اگر صورتحال اور اس کے اسباب پر غور کریں تو یہ حقیقت نکل کر سامنے آئے گی کہ بظاہر آج کی عورت نے بڑی ترقی کی ہے۔ زندگی کے ہر میدان میں وہ مردوں کے شانہ بہ شانہ نظر آتی ہے۔ بلکہ چاند سے آگے سورج پر کمند ڈالتی نظر آئے گی لیکن یہ دنیا والے جس چیز کو عورت کو ترقی مان رہے ہیں اور اس کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں، وہ اصل میں ترقی نہیں بلکہ حقیقت میں ترقی کے نام پر اس غریب کا استحصال ہے۔ اس کی نسوانیت کا مذاق ہے۔ آج کتابوں، میگزینوں کے سرورق پر اور ماس میڈیا کے ذریعہ الیکٹرانک اسکرینوں پر عورت کو پیش کرنا عورت کی عزت

نہیں بلکہ اس کی سب سے بڑی بے عزتی ہے اور ابو الہوسوں کے لئے ان کی ہوس کی تسکین کا سامان ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

مرد و عورت کی الگ الگ ذمہ داریاں

دنیوی ترقی میں واقعی عورت مرد کے شانہ بہ شانہ ہی چل رہی ہے اور کسی بھی شعبہ میں عورت پیچھے نہیں اگر حقیقت کی عینک لگا کر دیکھا جائے تو عورت کی ترقی یہ نہیں ہے جس کے لئے وہ سرگرداں ہے اور مردوں کی طرح محنت ومشقت برداشت کر رہی ہے اس سے طرح طرح کی برائیاں پھیل رہی ہیں گھر ویران ہو رہے ہیں اولاد تربیت سے محروم ہوتی جا رہی ہے ماں کی ممتا اور پیار جو بچوں کو ملنا چاہئے وہ نہیں مل پا رہا ہے عورت دن بھر آفس میں کام کرتی ہے کبھی رات کی ڈیوٹی کبھی دن کی ڈیوٹی اور مرد بھی کام میں لگا ہوا ہے دونوں تھکے ماندے گھر آتے ہیں اور سو جاتے ہیں کون کسی کی خیریت پوچھے گا صبح ہوتے ہی پھر دونوں اپنی اپنی ڈیوٹی پر چلے جاتے ہیں دونوں کے کام کاج کی وجہ سے گھر میں پیسے تو آ گئے زندگی کی سہولیات تو میسر ہو گئیں اچھے شاندار بنگلے میں کاریں ہیں گھر میں ہر طرح کے ساز وسامان موجود ہیں مگر پھر بھی سکون میسر نہیں اس لئے کہ عورت کا گھر کے باہر قدم رکھنا ہی سارے سکون کو غارت کر دیتا ہے۔ عورت پردے کی چیز اس کو جتنا بھی چھپاؤ گے اتنی ہی عزت ملے گی۔ مردوں کی ذمہ داری ہے کہ بیوی بچوں کے کھانے پینے کا نظم کرے ان کا خرچہ برداشت کرے اور عورت کے ذمہ گھریلو کام ہیں اولاد کی تربیت اس کی پرورش گھر کی دیکھ بھال اس طرح اگر مرد و عورت دونوں اپنی اپنی ذمہ داریاں تقسیم کر لیں تو کبھی لڑائی نہیں ہو سکتی اور نہ ہی یوم خواتین منانے کی ضرورت پڑے گی۔ بلکہ ہر عورت چین وسکون کی زندگی گذارے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب ماؤں اور بہنوں کو صحابیات والی زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حضور ﷺ کو عورتوں کی کتنی فکر تھی؟

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، عزیزہ طالبات! نبی کریم ﷺ نے مردوں کو تاکید فرمائی کہ عورتوں کے حقوق کا خیال رکھیں اور تاکید وحکم بھی نہیں فرمایا بلکہ اس کو عملاً دکھایا بھی کہ عورتوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں خدا کی قسم میں یہ منظر دیکھا ہے کہ ایک روز حبشی لوگ مسجد میں نیزہ ماری کا کھیل کھیل رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ مجھے ان کا کھیل دکھانے کیلئے میرے لئے اپنی چادر کا پردہ کر کے میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو گئے میں آپکے کاندھے اور کان کے درمیان سے ان کا کھیل دیکھتی رہی۔ آپ ﷺ میری وجہ سے مسلسل

کھڑے رہے یہاں تک کہ میرا جی بھر گیا اور میں خود ہی لوٹ آئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس واقعہ سے اندازہ کرو کہ ایک نوعمر اور کھیل تماشہ سے دلچسپی رکھنے والی لڑکی کا کیا مقام ہے۔ بہر حال حضور علیہ السلام نے جو تعلیمات ارشاد فرمائی ہیں انہیں پر عمل کرلیا جائے تو عورتوں کے ساتھ حقوق اور ہو جائیں مزید کسی کانفرنس پروگرام وغیرہ کی ضرورت نہیں، عورت کو گھر سے نکلانے کی قطعی ضرورت نہیں۔

آج ترقی کے نام پر عورت کو گھر کی دہلیز سے باہر گھسیٹ کر بیچ چوراہے پر لاکر کھڑا کر دیا ہے۔ مرد وزن میں مساوات کے نام پر اس کی نسوانیت کا مذاق اڑایا گیا، عزت دینے کے نام پر اس کی سراسر بے عزتی کی گئی، ترقی کے نام پر وہ کلیتاً تنزلی کا شکار ہوئی۔ عورت کا اصل مقام یہ نہیں تھا کہ وہ گھر کو چھوڑ کر باہر نکل جائے اور گھر کا نظام خادموں کے سپرد کر دیا جائے۔ اور بچوں کی صحیح تربیت کی ذمہ داری سے منہ موڑ لیا جائے۔ عورت کی ذمہ داری یہ نہیں تھی کہ وہ پیسہ کمانے کی مشین بن جائے۔ چونکہ اس فرض کی ادائیگی کے فقدان کی وجہ سے صالح معاشرہ وجود میں نہ آسکا۔ خاتون خانہ کا مقام اور کام جتنا بلند تھا اس کی طرف سے اس فرض کی کوتاہی کی وجہ سے معاشرہ کو اس کا وبال دیکھنے کو ملا، آج ہم آئے دن اخبارات وذرائع ابلاغ میں جو جرائم کی بڑھتی ہوئی تعداد دیکھتے ہیں، اس میں ایک بڑا سبب عورت کا اپنی ذمہ داری کو ادا نہ کرنا بھی ہے۔ یہ تو صرف ایک آفت اور نقصان ہے، اس سے بڑھ کر اور اس سے پہلے خود اس عورت کو جو گھر سے باہر ترقی اور مساوات کے نام پر نکلی تھی، خود اپنی عزت کو بچانے کے لالے پڑتے نظر آئے، وہ اعداد وشمار تو اب بہت پرانی بات اور بیتی کہانی بن چکے ہیں، جن میں گھر سے باہر دفتروں میں کام کرنے والی خواتین کے Sexual Harasment (جنسی استحصال) کی بابت نشاندہی کی گئی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ آج عورت کو آزادی کی ضرورت نہیں اس لئے

کہ وہ تو مکمل آزاد ہے، ہاں اسے تحفظ کی ضرورت ہے اور جو تحفظ اسلام نے عورت کو دیا ہے وہ دنیا کے کسی مذہب نے نہیں دیا۔ کیا ہم آج جب کہ دنیا ''ویمنس ڈے'' منارہی ہے، عورت کی حقیقی ترقی اور اس کی حقیقی ذمہ داری پر غور کریں گے؟

اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم عورت کو صرف اور صرف گھر کی چہار دیواری میں قید کرنا چاہتے ہیں اور گھر سے باہر قدم نکالنا اس کے لئے گناہ عظیم کا درجہ رکھتا ہے۔ اس کی ترقی اور مساوات کے نام پر جس طرح عورت سے اس کا گھر چھڑادیا گیا ہے ہم اس ذہنیت اور اس فکر کے خلاف ہیں، ورنہ یہ بات کس سے پوشیدہ ہے کہ جب قوم کو ضرورت پڑی ہے تو یہی خاتونِ اسلام گھر سے باہر بھی نکلی ہے اور مختلف میدانوں میں اس نے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔ غزوہ میں حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ ازواج مطہرات اور صحابیات کا نکلنا اور تزکیۂ نفس میں رابعہ بصریہ اور سیدہ زینب جیسی خواتین کا بلند مقام، سماجی اور ملی خدمات میں زبیدہ زوجہ ہارون رشید کا تاریخی اور انقلابی اقدام۔ یہ وہ حقائق ہیں جن کی مثالیں دیگر قومیں ابھی بھی دینے سے قاصر ہیں۔ ان عظیم خواتین نے یہ عظیم خدمات گھر کی چہار دیواری کے اندر رہتے ہوئے انجام دی ہیں۔ ہمارے نزدیک ''ویمنس ڈے'' کا انعقاد اور بڑے بڑے پروگراموں کا اعلان صرف ایک فیشن ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں اور بہ حیثیت خیر امت ہمارا یہ دینی واخلاقی فریضہ ہے کہ اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں اور جو باعزت مقام دیا ہے وہ دنیا کے سامنے پیش کریں۔ انسان دنیا سے رخصت ہوتے وقت جو اہم ترین بات ہو بس وہ کہتا ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ نے دنیا سے تشریف لے جاتے وقت جو آخری نصیحت فرمائی وہ یہ تھی: ''اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَیْرًا'' نبی آخرالزماں ﷺ کو عورت کی کتنی فکر تھی، اسی واقعہ سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کیا عورتوں کی ترقی کا ڈھنڈورا پیٹنے والے اس پر غور کریں گے؟

کوئی عادت تو پسند ہوگی

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لا یفرک مومن مومنة ان کرہ منھا خلقا رضی منھا آخر کوئی ایمان والا شوہر اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہیں کرتا۔ اس کو نفرت نہیں کرنی چاہئے۔ اگر اس کی کوئی عادت ناپسند ہوگی تو دوسری کو عادت پسندیدہ بھی ہوگی۔ قرآن کریم میں بھی اس کی ہدایت دی گئی ہے: وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا. اور بیویوں کے ساتھ مناسب ومعقول طریقہ سے گذاراں کروا گر وہ تمہیں ناپسند بھی ہوں تو ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو اور اللہ نے اس میں بہت خیر وخوبی رکھی ہو۔ یہ ہے اسلامی تعلیمات عورتوں کے متعلق سے ان پر عمل کرنے سے دین بھی بنے گا اور دنیا میں بھی ہم خوشگوار زندگی گذار سکیں گے۔ ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: انما المرأة ما تت وزوجھا راض دخلت الجنة جس عورت کا انتقال اس حال میں ہو کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔

اسلامی احکام وقوانین فطرت انسانی کے موافق ہیں انہیں کے ذریعہ دنیا میں امن وامان قائم ہوسکتا ہے۔ آیئے عہد کریں کہ خود بھی اسلام کے ایک ایک حکم پر عمل کریں گے اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیں گے۔ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

نماز تہجد کی فضیلت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَةً لَّکَ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ سامعین ماؤں اور بہنو! آج اس مجلس میں تہجد کی فضیلت کے عنوان سے کچھ باتیں عرض کرنی ہیں۔ صحابہ کرام اور بعد کے اولیاء عظام نماز تہجد کی بڑی پابندی کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ ابتدائے اسلام میں تہجد کی نماز فرض تھی صحابہ کرام کم از کم ایک تہائی رات تہجد میں گذارا کرتے تھے بعض تو اپنے بال رسی سے باندھ لیا کرتے تھے تا کہ اگر نیند آئے تو جھٹکا لگ کر تکلیف سے نیند کھل جائے اور بعض صحابہ تو رات بھر سوتے نہ تھے کہیں ایسا نہ ہو کہ نیند لگ جائے اور ایک تہائی جاگنا بھی نصیب نہ ہو۔ سورہ مزمل میں اللہ تعالیٰ نے نماز تہجد کی فرضیت کا ذکر کیا اور پھر اسی سورت میں فرضیت کے سقوط کا بھی ذکر کیا ہے: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ

الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ. قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلاً. نِصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلاً. اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلاً. اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلاً ثَقِیْلاً. اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْأً وَّاَقْوَمُ قِیْلاً. اِنَّ لَکَ فِی النَّهَارِ سَبْحاً طَوِیْلاً. وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلاً. ''اے کپڑے میں لپٹنے والے (خطاب ہے محمد ﷺ کو) رات کھڑے رہا کرو، مگر تھوری سی رات یعنی نصف رات میں آرام کرو یا اس سے کسی قدر کم کرو یا نصف سے کچھ بڑھا دو، مطلب یہ ہے کہ مقدار قیام کی تین صورتوں میں اختیار ہے، دو تہائی رات ،ایک تہائی رات اور اس قیام میں قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو۔ ہم آپ پر ایک بھاری کلام ڈالنے والے ہیں بیشک رات کا اٹھنا نفس کے کچلنے میں خوب موثر ہے اور بات خوب نکلتی ہے، بیشک آپ کو دن میں بہت کام رہتا ہے اور اپنے رب کا نام یاد کرتے رہو اور سب سے تعلق قطع کر کے اسی کی طرف متوجہ رہو۔''

ان آیات میں اللہ جل شانہ وعم نوالہ، نے رات کے قیام کی تاکید اور اپنی ذات سے تعلق پیدا کرنے کی ترغیب وتاکید فرمائی ہے گویا اللہ نے اپنی ذات سے تعلق قائم کرنے کا نسخہ بتلا دیا ہے تاکہ بندہ اسباب کے پیچھے زیادہ نہ دوڑے کام صرف اسباب کے درپے ہونے سے نہیں بنتا شور، ہنگامہ، جلسہ، جلوس سے کام نہیں بنتا، بلکہ اللہ کے سامنے رونے اور گڑگڑانے سے کام بنتا ہے۔ حضور ﷺ کے بارے میں آیا ہے:''اذا حزبه امر بادر الی الصلوٰة'' جب آپ کو کوئی پریشان کن امر پیش آتا تھا تو آپ نماز کی طرف سبقت کرتے تھے، ہر مسئلہ کا حل نماز تھی، آج ہر مسئلہ کا حل ترک صلوٰۃ میں سمجھ لیا گیا ہے۔

ترکیب وتدبیر اختیار کرنے کو منع نہیں کیا گیا ہے، لیکن ان چیزوں سے وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا، سب سے آسان چیز اللہ سے تعلق پیدا کرنا ہے، حدیث قدسی

ہے: ”جب بندہ اللہ کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو اللہ اس کی طرف دو ہاتھ بڑھتے ہیں، جب اللہ کی طرف بندہ چل کر آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دوڑ کر آتے ہیں، کس قدر جلد واصل الی اللہ ہو جائے گا، اللہ سے تعلق جوڑ و سارا کام بن جائے گا، اوپر کی آیات میں تہجد کی نماز کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، یہ نماز اللہ کا خاص عطیہ ہے، اپنی ذات سے تعلق جوڑنے کا طریقہ قیام لیل بتایا ہے، حضور ﷺ نے عمل کر کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دکھلایا ہے، حضور ﷺ رات میں اتنا قیام فرماتے تھے کہ قدم مبارک ورم ہو جاتے تھے اور ہم سے دو رکعت بھی نہیں ہو سکتی، کتنے افسوس کی بات ہے، ہائے ہم بھی تو آپ ﷺ ہی کے امتی اور نام لیوا ہیں۔

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ تہجد دو رکعت ہے چار رکعت اور آٹھ رکعت کا بھی قول ہے، ہمارے اکابر کا معمول آٹھ رکعت کا تھا، ایک مرتبہ حضرت شاہ وصی اللہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ اجی تہجد ایک رکعت بھی ہے، مثلاً کسی نے صبح صادق سے پہلے ایک رکعت پڑھا اور صبح صادق کے بعد دوسری رکعت پڑھا تب بھی تہجد ہو گئی۔ تہجد کی نماز اسلاف صلحاء، کا شیوہ اور معمول بہ تھی، لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے حالات اچھے ہوں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ حالات کی درستگی کا دارومدار اعمال ٹھیک کرنے پر ہے، جو قیام لیل کا عادی بنے گا، اس کے رات دن اچھے ہوں گے اور جب رات دن بہتر ہو گا تو ساری چیزیں ٹھیک ہو جائے گی۔ نماز کے خیرات و برکات بے انتہاء ہیں کہ جس کو کچھ ملا ہے اسی نماز کی برکت سے ملا ہے۔

ہر رات کے پچھلے حصہ میں کچھ دولت لٹتی رہتی ہے
جو سوتا ہے وہ کھوتا ہے جو جگتا ہے وہ پاتا ہے

افسوس! آج امت اس سے یکسر خالی ہے، قرآن میں دوسری جگہ ہے: ”وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ“ محدثین نے مستقل باب قائم کیا ہے۔

تہجد کا معمول بنائیں

ایک معمول بنالینا چاہئے کہ ہر روز ہم کو اتنی رکعتیں تہجد پڑھنی ہیں کوئی مشکل کام نہیں ہے ہمت وارادہ کریں تو ضرور اللہ توفیق عطا فرمائیں گے۔ ہم کوشش ہی نہ کریں اور یہ سوچیں ہر چیز یوں ہی مل جائے آخر دنیا کی چند کوڑیوں کی خاطر کتنی مشقتیں اٹھاتے ہیں۔ ریلوے ملازم راتوں رات جاگتے ہے کیا ان کو نیند نہیں آتی یقیناً نیند آتی ہے مگر ان کی نظر تنخواہ پر ہوتی ہے۔ اسی طرح ہم کو اپنی نیند قربان کرنے کے پابندی کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھنی اور ہمارے نظر آخرت پر ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے راتوں میں اٹھکر تہجد پڑھنے والوں کے لئے عظیم نعمتیں تیار کر رکھی ہے۔

ان کی کروٹیں ان کے بستروں سے جدا رہتی ہیں وہ لوگ اپنے رب کو امید وخوف کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں سو کسی کو بھی نہیں معلوم جو کچھ چھپادی گئی ہیں ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلہ ہے اس کا جو وہ کیا کرتے تھے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ میں اپنے نیک بندوں کے لئے جنت میں وہ نعمتیں چھپا رکھی ہیں جو نہ آنکھوں دیکھی نہ کانوں نے سنی نہ کسی بشر کے دل میں اس کا خیال گذرا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت کی نعمتوں سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

جہیز سماج کا ایک ناسور ہے

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً کَثِیْراً وَّ نِسَآءً. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! جہیز ہمارے معاشرہ کا ایک بہت ہی گھناؤنا ناسور بن چکا ہے جس نے کتنی ہی غریب بچیوں کا سہاگ لوٹ لیا۔ جہیز کی کثرت ہی نے بہت سی لڑکیوں کو خودکشی پر مجبور کردیا اور سینکڑوں ہزاروں دوشیزائیں آج بھی بن بیاہی بیٹھی ہیں اس لئے کہ ان کے والدین کے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ وہ سامان جہیز خرید سکیں اور لالچ رکھنے والے دامادوں کو دے سکیں حیرت وافسوس اس بات پر ہے کہ ہم جس مذہب کے پیروکار ہیں وہ شادی میں زیادہ خرچ کرنے کو انتہائی ناپسند کرتا ہے۔ محسن انسانیت ﷺ

فرماتے ہیں: ”اَعْظَمُ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مُؤْنَۃً“ سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں کم خرچ ہے کیا مسلم معاشرہ اس حدیث پر عمل کر رہا ہے اور فضول خرچیوں سے احتیاط کرتا ہے۔

شادی کے لئے جہیز کو لازمی شرط سمجھا جاتا ہے جب تک والدین کے پاس جہیز کا سامان خریدنے کے پیسے نہ ہوں شادی ہی نہیں ہوتی، ہمارے معاشرے میں بہت سی غریب اور متوسط گھرانوں کی لخت جگر اسی وجہ سے بن بیاہی رہتی ہیں کہ والدین کے پاس اتنی جمع پونجی نہیں کہ بچیوں کا جہیز تیار کرسکیں اور اگر رشتہ ہو بھی جائے تو جہیز کی شرط پوری کرنے کے لئے بیچارے غریب شخص کو بعض اوقات ناجائز ذرائع (دھوکہ دہی، خیانت، فریب، رشوت، جعل سازی) اختیار کرنے پڑتے ہیں اور اگر کوئی باضمیر شخص ہے تو وہ بے چارہ قرض کے بوجھ تلے اپنے آپ کو دبالیتا ہے۔

> لاکھ اسلامی تعلیمات کا حوالہ دے لیجئے، سمجھا لیجئے کہ ہم جس مذہب کے پیروکار ہیں وہ انسانیت پر ظلم ہوتا نہیں دیکھ سکتا، وہ تو نیکی، خیر خواہی سہولت کا درس دیتا ہے اسلام یہ حکم نہیں دیتا کہ لاکھوں روپئے کا جہیز اکٹھا کرکے بیٹی کی رخصتی کرو، یا کسی کی بیٹی کو لاکھوں کے جہیز کے ساتھ بیاہ کر لاؤ، وہ بیٹیوں کو بوجھ قرار نہیں دیتا بلکہ نبی پاک ﷺ کے ارشاد مبارک کے مطابق بیٹیاں تو رحمت ہیں پھر یہ جہیز کی ظالمانہ رسم اللہ کی رحمت کو زحمت بنانے کے مترادف ہے۔

زندگی کتنی دشوار، کس قدر مشقتوں بھری اور اذیت ناک ہے اس رسم جہیز کے ہاتھوں یہ پوچھئے اس باپ سے جس کے ہاتھ محنت ومشقت کرتے کرتے شل ہوچکے ہیں اور اپنی غربت وناداری اور روز افزوں بڑھتی ہوئی مہنگائی کے سبب ہر روز جیتا ہے اور مرتا ہے مگر بیٹیوں کے جہیز کی فہرست ہے مکمل ہونے کا نام ہی نہیں

لیتی، آنکھوں میں بیٹیوں کے گھر بسنے کا خواب کرچیاں چبھا دیتا ہے۔ ذرا اس ماں کے دل سے تو پوچھئے جس کے ہاتھ سلائی مشین چلاتے چلاتے اور گھروں میں برتن دھوتے دھوتے عجیب کھردرے ہو گئے ہیں، جو ہر لمحہ اپنی بیٹی کو سرخ ملبوسات اور اسکے حنائی ہاتھوں میں کھنکتی چوڑیاں سجانے کا خواب دیکھتی ہے اور سوچتی ہے کہ کب وہ دن آئے گا جب میرے یہ خواب حقیقت میں بدل جائیں گے۔

بھائیوں کے لئے بہنوں کو ڈولی میں بٹھانے کا ارماں لمبی مسافتوں کے کتنے طویل سفر کراتا ہے، یہ معلوم کیجئے اس بھائی سے جو دیارِ غیر میں تیز دھوپ کی تمازت اور خود اپنے ہاتھوں سے کھانا بنانے اور کپڑے دھونے کی دقت جھیل رہا ہے مگر اس کی اتنی طویل مسافت تھکا دینے والی محنت اور زائد اوقات میں کام کرنا اسے یہ احساس دلاتا ہے کہ میں جو گھر والوں سے دور دیارِ غیر کی خاک چھار رہا ہوں اس میں سے ابھی تک اتنا سونا نہیں نکلا جس سے میری بہن کے جہیز کا زیور بن سکے وہ مہندی جو دلہن کے ہاتھ پر لگتی ہے، کتنی مہنگی ہو گئی، اس لئے کہ بہن کی ضروریات کا سامان اس کا دل خوش کرنے کے لئے دیا جاتا ہے مگر اس رسم جہیز کی وجہ سے جہیز کی نمائش بھی ضروری سمجھی جاتی ہے اور تصور یہ ہے کہ جہیز ایسا ہو کہ دیکھنے والے خوش ہوں اور اس کی تعریف کریں۔

بہت سے والدین دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں بیٹا دے، بیٹی نہ دے، وہ اس لئے کہ بیٹیوں کو رخصت کرنے کے ہمارے یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو پائیں، انہیں ہر لمحہ یہ خوف دامن گیر ہوتا ہے کہ:

ہر مصیبت سے بچا لائیں گے بیٹی کو مگر
جب جواں ہوگی جلادی جائے گی

ایسے میں ان کے وجود گیلی لکڑی کی مانند سلگنے لگتے ہیں۔

اس سلسلے میں اصلاح معاشرہ کے بے شمار پروگرام ہوتے ہیں بہت سے احباب مضامین لکھتے ہیں بہت سے مقتدا کہلانے والے حضرات بھی اس لعنت سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش نہیں کرتے، اسٹیج پر، مساجد میں، اور نا جانے کہاں کہاں اصلاح معاشرہ سے متعلق بیان ہوتا ہے اوراس پر کتنا عمل ہوا اور ہو رہا ہے یہ ہم سب کے سامنے ہے۔

فضول خرچی سے اجتناب کریں

آج کے دور میں شادی اتنی مہنگی ہوگئی ہے کہ غریب تو غریب ایک متوسط درجہ کا آدمی بھی شادی کے نام پر ایک عرصہ سے رقم جمع کرتا ہے کہ کل کے روز بچیوں کی شادی کرنی ہے ہزاروں نہیں لاکھوں روپئے شادی محل کے لئے اور رکھانے کا انتظام کرنے کے لئے لاکھوں روپئے لڑکی کے زیورات کے لئے لاکھوں روپے اور سامان جہیز کے لئے لاکھوں روپئے اتنی کثیر رقم خرچ کرکے شادی کی جاتی ہے اور بعض دفعہ خلع اور طلاق وغیرہ کا مسئلہ بھی پیدا ہو جاتا ہے اور عمر بھر کمائی ہوئی پوری پونجی ڈوب جاتی ہے اور آدمی کنگال ہو کر رہ جاتا ہے۔ فضول خرچی کا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں لڑکے کے والدین توجہ دینے کی ضرورت ہے خود منع کر دینا چاہئے کہ میرے بیٹے کو کچھ نہیں چاہئے صرف نکاح کرکے لڑکی رخصت کردو شادیوں پر خرچ کی جانی والی رقم پر کنٹرول کرنے کی سخت ضروری ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

خیروشر کے ذریعے انسان کی آزمائش

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَنَبْلُوْکُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَةً، وَاِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! اللہ تعالیٰ انسان کی آزمائش مختلف طریقے سے کرتا رہتا ہے کبھی مال دے کر کے کبھی غربت وافلاس میں مبتلا کر کے ان دونوں موقعوں پر مسلمانوں کو بڑی ہوشیاری سے کام لینا چاہئے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے تو اس کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اگر فاقہ وتنگدستی ہے تو صبر کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَ زِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ. اگر میرا شکر ادا کروگے تو اور زیادہ میں تمہیں دونگا اور

اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داوٗد علیہ السلام کو حکم دیا: اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ. اے داوٗد کے گھر والو کام کرو شکر مان کر میرے بندوں میں شکر کرنے والے بہت کم ہیں۔ حضرت داوٗد علیہ السلام پر اللہ رب العزت نے بڑے احسانات فرمائے تھے۔ نبوت ورسالت بھی عطا فرمائی تھی اور حکومت وسلطنت سے بھی نوازا تھا کہتے ہیں داوٗد علیہ السلام نے تمام گھر والوں پر اوقات تقسیم کر دیئے تھے دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں کوئی وقت ایسا نہ تھا جب ان کے گھر میں کوئی نہ کوئی شخص عبادت الٰہی میں مشغول نہ رہتا ہو۔ اللہ داوٗد علیہ السلام کو بڑی عمدہ آواز عطا فرمائی تھی۔ آج بھی لحن داوٗدی مشہور ہے۔بہر حال نعمتوں پر شکر گذاری ہمارا فریضہ اور ذمہ داری ہے۔

وَنَبْلُوْکُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَیْرِ فِتْنَةً الآیۃ: یعنی ہم تمہاری آزمائش کریں گے خیر اور شر کے ذریعہ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں کبھی آزمائش مال دے کر ہوتی ہے کہ اس حال میں میرا بندہ شکر کرتا ہے یا ناشکری، میری اطاعت کرتا ہے یا نافرمانی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کبھی آزمائش ہوتی ہے فقرہ وفاقہ اور تنگدستی کے ذریعہ اور مومن کی تو ہر حالت میں کمائی ہے، اچھے حال میں ہے تو شکر کے ذریعہ اور تنگدستی کے حال میں ہے تو صبر کے ذریعہ، ہر حال میں اس کو اجر ہی ملتا ہے، ایک حدیث پاک میں آیا ہے کہ مومن کا عجیب حال ہے کہ ہر حالت میں اپنی کمائی کر لیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صحت ہو یا بیماری، فقر وفاقہ ہو یا مالداری اس کا کوئی حال اس سے خالی نہیں جس میں وہ کمائی نہ کرسکتا ہو، فقر وفاقہ اور تنگدستی وبیماری ہو تو صبر کے ذریعہ اور مال وغنا ہے تو شکر کے ذریعہ۔

لیکن ہم لوگوں کی یہ حالت یہ ہے کہ اس راہ سے لینا اور ثواب کمانا جانتے ہی نہیں، اور مال آیا تو تکبر کرنے لگے اور اللہ کو بھول گئے، اللہ کے دیئے ہوئے مال کو

اللہ کی نافرمانی میں صرف کرنے لگے، لوگوں کے حقوق ضائع کرنے لگے، اللہ نے مال دیا تو سب سے پہلے گھر میں ٹی وی لے آئے اور عیش وعشرت اور غفلت میں پڑ کر اللہ تعالیٰ کو بھول گئے۔ اور اگر ذرا کوئی تنگی اور پریشانی ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی ناشکری شروع کردی، بیماری لگ گئی تو جزع فزع کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ کی شکایت کرنے لگے، سال بھر تک اللہ نے صحت مند رکھا، کچھ احساس نہیں اس کے شکر کی توفیق نہیں، ایک دن سر میں درد ہو گیا کوئی بیماری لاحق ہو گئی، بس جزع فزع کردی، سال بھر تک اللہ نے پیٹ بھر کھانا کھلایا ایک دن فاقہ ہو گیا چند روز تک چٹنی روٹی کھانی پڑ گئی بس شکوہ شکایت کرنے لگے، بے صبری کا ظہور ہونے لگا، ارے صاحب بڑی تنگدستی ہے، چٹنی روٹی کھاتے کھاتے اکتا گئے اور سال بھر تک گوشت روٹی سے پیٹ بھرا اس کا ذکر نہیں، اس کو یاد کر کے شکر نہیں کرتے۔

صبر وشکر سے کام لیں

حضور نبی کریم ﷺ اگر چاہتے تو مدینہ کے پہاڑ سونا بن کر آپ کے ساتھ پھرا کرتے۔ مگر یہ پسند نہ کیا اور خود فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک دن کھاؤں دوسرے دن بھوکا رہوں جس دن کھاؤں اس دن اللہ کا شکر ادا کروں اور جس دن بھوکا رہوں اس دن صبر کروں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے سے تشریف لے گئے مگر دو روز جو کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا تناول نہیں فرمایا۔ ایک دفعہ گھر میں تشریف لے گئے عرض کیا کھانے کے لئے کچھ ہے معلوم ہوا روٹی اور سرکہ ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا لاؤ، روٹی اور سرکہ تناول فرما رہے ہیں اور اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ کتنا شاندار کھانا ہے اور ہم ہیں کہ دسیوں قسم کا کھانا کھالیتے ہیں مگر کبھی ادائے شکر کی توفیق نہیں ہوتی۔ نبی کریم علیہ السلام کے گھر میں دو دو مہینے تک چولھے

نہیں جلتے تھے کھجور اور پانی پر گذرا ہوتا تھا کیا آج کے اس دور میں کوئی ایسا ہے۔ غریب شخص بھی دو تین وقت پیٹ بھر کر کھاتا ہی ہے اور اس پر بجائے شکر ادا کرنے کے ناشکری اور فقر و فاقہ کا واویلا کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو حکم دیا میرا شکر ادا کرو۔ داؤد علیہ السلام نے فرمایا یا اللہ میں کیسے تیری نعمتوں پر شکر ادا کروں کیونکہ شکر بھی ایک نعمت ہے اگر میں ہزار بار شکر کروں تو یہ بھی تیری ہی توفیق سے ہوگا اور یہ بھی ہزار نعمتیں ہوتیں پھر کیسے شکر ادا کر سکتا ہوں۔ اللہ نے فرمایا: اے داؤد علیہ السلام یہی میرا شکر ہے۔ شکر گذار بندے اللہ کو بہت پسند ہیں۔ اسلئے ہر حال میں شکر کرنا چاہئے۔ اور اگر تھوڑے بہت حالات پیش آجائیں تو ان پر صبر کرنا چاہئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

پردے کا حکم کیوں؟

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے پردے کا حکم کیوں؟ اسی تعلق سے کچھ باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں عرض کرنی ہیں۔ عورتوں کے لئے خواہ وہ کسی بھی قوم ومذہب کی ہوں پردہ کرنا چاہئے اسی میں ان کی عزت وناموس محفوظ رہے گی پردہ شرم وحیا کا پیکر ہے ایسی عورتوں کو معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

مسلمان عورت کو اس کا صاف اور صریح حکم ہے کہ وہ غیر محرم مردوں کے اختلاط او رمیل جول سے بچے اور ان تمام لغزشوں سے حفاظت کے لئے زیب

وآرائش کے اظہار اور بن ٹھن کر نکلنے کی ممانعت سختی کے ساتھ کی گئی ہے حتی کہ حکم ہے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھے، قرآن کریم نے اس کی تفصیل سے ہدایت کی ہے اور بغیر کسی تفریق کے حکم دیا ہے: وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰی جُیُوْبِهِنَّ. (اور فرمادیجئے مسلمان عورتوں سے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کی جگہوں کو ظاہر نہ کریں، مگر جو کھلی ہی رہتی ہیں۔ جس کے چھپانے میں حرج ہے) اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہیں)۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر اسی ایک حکم پر عمل کیا جاتا تو آج بے حیائی کے یہ مناظر دکھائی دیتے ہیں ان کا نام ونشان تک نہ ہوتا اور آزادی و بے باکی پرورش نہ پاتی، تجربہ بتلاتا ہے کہ جس زمانہ تک مسلمان مردوں اور عورتوں نے اس حکم پر سختی سے عمل کیا پورے پورے ملک میں ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہ آیا جو بے حیائی کا مرقع کہلایا جاسکتا اور صرف یہی نہیں کہ کوئی برائی میں مبتلا ہوتا، کسی کی یہ مجال تک نہ ہوتی کہ وہ کسی عورت کی طرف بری نگاہ اٹھا سکے اور آج بھی جن مسلمان ملکوں میں حیا و پاکدامنی کا یہ شعاء قائم ہے وہاں برسوں گزر جاتے ہیں، مگر کسی عورت کے بے آبروئی کا ایک واقعہ بھی پیش نہیں آتا، لیکن ایک آدھ ملک کے علاوہ ہر ملک میں بے حجابی کی منظّم تحریکیں چلائی گئیں اور ان پاکباز بیبیوں کو (جن کو نگاہ تک نیچی رکھنے کا صریح حکم ہے) آوارہ پھرنے اور غیر مردوں سے اختلاط کی تلقین کی گئی، اس کیلئے ایسے دلکش انداز اور دل آویز طریقے اختیار کئے گئے اور چاروں طرف ایسا ماحول بنایا گیا کہ حجاب فرسودہ اور ناقابل عمل طریقہ سمجھا جانے لگا، وہ مسلمان خاندان جو نئی تعلیم سے آراستہ تھے اور یورپین تہذیب وتمدن کے دلدادہ تھے، وہ حجاب ونقاب کو

باعث شرم سمجھنے لگے، غیر مردوں اور غیر عورتوں کا اختلاط، دوستی اور بے تکلفی، رقص وسرور، جسموں کی آرائش وزیبائش اور مختلف طریقوں سے ان کا اظہار عین ترقی یافتہ سمجھا جانے لگا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بے حیائی کے تمام وہ مناظر سامنے آئے جن کے تصور سے بھی اب سے پہلے کوئی مسلمان عورت کانپ اٹھتی تھی۔

ان تمام فحش کاریوں اور بے حیائی کے مناظر کے سلسلے کی پہلی کڑی چہرے سے نقاب الٹنے کی تحریک تھی، جس کو قرآن وحدیث کے نام اور تہذیب وتمدن کے واسطے سے شروع کیا گیا اور یہ بات اتنی بڑھی کہ رقص گاہوں، کلبوں اور ان میں اختلاط اور بے تکلفی کو ناکافی سمجھا گیا اور ایسے ایسے طریقے نکالے گئے ہیں کہ جس کے بعد بے حیائی کا شاید ہی کوئی درجہ ہو۔

عورت گھر کے باہر زینت نہ اختیار کرے

قرآن کریم میں کئی جگہوں پر پردے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ازواج مطہرات کو خطاب کرتے ہوئے حکم ساری ہی عورتوں کو ہے: وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ. اور گھروں میں قرار پکڑو یعنی بلا شدید ضرورت کے گھروں سے باہر ہرگز نہ نکلو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے بناؤ سنگار کرنے کی طرح بناؤ سنگار نہ کرو ظاہر سی بات ہے یہ حکم ہے ہر ایک عورت اس کی مکلّف ہے اور ازواج مطہرات تو بلاشبہ زمانہ جاہلیت میں ہرگز ایسا نہیں کرسکتی تھیں۔ قرآن عظیم نے جس سے منع کیا تھا آج پھر خواتین اسی کی طرف لوٹ رہی ہیں بلکہ اس سے کہیں زیادہ بناؤ سنگار اور زیب وزینت اختیار کیا جاتا ہے۔ سورہ نور میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ. اور اپنے پاؤں کو زمین پر نہ ماریں تا کہ جان لیا جائے ان کا بناؤ سنگار جس کو

وہ چھپاتی ہیں یعنی چال ڈھال ایسی نہ ہونی چاہئے کہ زیور وغیرہ کی آواز جانب کو ادھر میلان اور توجہ ہو بسا اوقات اس قسم کی آواز صورت دیکھنے سے بھی زیادہ نفسانی جذبات کے لئے محرک ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہر ایسے طریقے احتیاط کرنی لازمہ ہے جس کی وجہ سے گناہوں میں ملوث ہونے کا اندیشہ ہو۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: "النسآء حبائل الشیطان" عورتیں شیطان کی جال ہیں۔ جس طرح شکاری جال کے ذریعہ مچھلیوں کا شکار کرتا اسی طرح شیطان عورت ہی کے ذریعہ مردوں کو پھانستا ہے اور ان کو شکار کر کے گناہ کے لئے آمادہ کرتا ہے اس لئے عورتوں کو گھر سے نکلنا ہی نہیں چاہئے اور اگر نکلنے کی شدید ضرورت ہو تو مکمل پردے کا خیال کر کے نکلنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن جیسے ضرورت پوری ہو جائے فوراً واپس لوٹ آئے۔ اس لئے دن بدن حالات خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ جگہ جگہ نفسانی جذبات کو بھڑکانے والی تصاویر گل ہوتی ہیں اور جب باہر نکلیں گے تو بلاشبہ ان تصاویر پر نظر پڑے گی اس لئے حتی الامکان کوشش کرنی چاہئے کہ باہر نہ جانا پڑے۔ آج کل جو یہ رواج بن گیا ہے کہ گھر کا سودا عورت ہی خرید کر لائیں گی یہ بھی فتنہ ہے یہ تو مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ سودا خرید کر لائے عورت کی ذمہ داری گھر کے اندر ہے نہ کہ باہر۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں سمجھ عطا فرمائے اور مسلم خواتین کی مکمل حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

جہیز کی لعنت سے کیسے چھٹکارا ملے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! میری تقریر کا موضوع ہے جہیز کی لعنت سے کیسے چھٹکارا ملے۔ یہ لمحہ فکر یہ ہے جہیز کی لعنت نے آج مسلم معاشرے کو تباہ وبرباد کر کے رکھ دیا ہے سینکڑوں ہزاروں جوان بیٹیاں بن بیاہی گھروں میں بیٹھی ہوئی ہیں ان کے شادی کا بندوبست نہیں ہورہا ہے۔ غریب اور بوڑھے والدین کی کمر کماتے کماتے دوہری ہوگئے جوان بیٹیوں کو دیکھ کر ان کی نیندیں حرام ہوجاتی ہیں اور جب جوڑا تلاش کرنے کے لئے نکلتے ہیں تو لڑکے والدین سامان جہیز کا مطالبہ کر کے ان کو مایوس کررہے ہیں اور لڑکی کے غریب والدین پر ذرا بھی رحم نہیں

کرتے کہ آخر بوڑھا باپ جس نے اپنی بیٹی کو پال پوس کر بڑا کیا اور اب ہمارے حوالہ کر رہا ہے یہی بہت بڑی قربانی ہے کتنے تو ایسے بے شرم ہوتے ہیں کہ زبان کھول کر مطالبہ کرتے ہیں بلکہ سامان کی ایک لمبی فہرست بھی حوالہ کر دیتے ہیں کہ یہ سب چیزیں آپ کو دینی ہیں تب شادی ہوگی۔ اس معاملے میں سب سے زیادہ ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جو کھاتے پیتے امیر اور دولت مند گھرانے کہلاتے ہیں اس عذاب سے نجات اس وقت تک نہیں ہو سکتی ہے جب تک کھاتے پیتے اور امیر کہلائے جانے والے لوگ اس بات کا اقدام نہ کریں کہ ہم اپنے خاندان میں شادیاں اور نکاح سادگی کے ساتھ کریں گے اور ان غلط رسموں کو ختم کر دیں۔ اس وقت تک تبدیلی نہیں آئے گی۔ اس لئے کہ ایک غریب آدمی تو یہ سوچتا ہے کہ مجھے اپنی سفید پوشی برقرار رکھتے ہوئے اپنی ناک اونچی رکھنے کے لئے مجھے کام کرنا ہی ہے اس کے بغیر میرا گزارہ نہیں ہوگا۔ اگر لڑکی کو جہیز نہیں دیں گے تو سسرال والے طعنہ دیا کریں گے کہ کیا لے کر آئی اور لڑکی کو ستائیں گے کہ جیسا کہ آج کل لڑکیوں کو ستایا جا رہا ہے ان لوگوں کو جو نکاح سے مال و دولت یا عزت و ناموس یا کسی اور چیز کے طالب ہوتے ہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ان کے دین دنیا ہلاکت و بربادی میں پڑے ہوئے ہیں۔ یہ جوڑے اور جہیز کے لئے شادی کرنے والے ذرا ہوش سے اللہ کے نبی صادق المصدوق کا ارشاد سن لیں آپ ﷺ فرماتے ہیں (جو کسی عورت سے اس کی (دنیوی) عزت وحیثیت کی وجہ سے شادی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ذلت ہی میں اضافہ کرے گا۔ اور جو اس کے مال کے سبب شادی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے فقر و افلاس ہی میں اضافہ کرے گا، اور جو اس کے مال کے حسب ونسب کی وجہ سے نکاح کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اور پست کرے گا، اور جو عورت سے صرف اس لئے نکاح کرتا ہے کہ اس کی آنکھ نیچی رہے اور شرم گاہ محفوظ رہے اور صلہ رحمی

کرے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں (مرد و عورت کو) ایک دوسرے کے لئے مبارک بنائے گا۔ (الترغیب وترہیب) اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے حق میں بددعا کی ہے یا اطلاع وخبر دی ہے جو لوگ نکاح مال و دولت یا جاہ وعزت کے لئے رچاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور زیادہ تنگ دستی میں مبتلا کرے گا یعنی ان کے مال میں برکت نہ ہوگی۔

آج جہیز کو شادی کا ایک لازمی حصہ سمجھ لیا گیا ہے گھر کی ضرورت کا سامان مہیا کرنا جو شوہر کے ذمے واجب تھا وہ آج بیوی کے باپ کے ذمے واجب ہے۔ گویا باپ اپنی بیٹی اور لخت جگر کے ٹکڑے کو بھی دے اور اس کے ساتھ اس کے شوہر کو لاکھوں روپیہ بھی دے اور گھر کا فرنیچر مہیا کرے اور اس طرح وہ دوسرے کا گھر آباد کرے۔ یہ سب جہیز کالین دین جیسا کہ لوگوں کا معمول بن گیا ہے کہ بے شرمی کیساتھ مطالبہ کر کے لیتے ہیں ناجائز اور حرام ہے اسی طرح اگر لڑکی کے والدین بھی اپنی شان دکھانے کے لئے نمائش کر کے کرتے ہیں تو یہ بھی حرام ہے۔ یعنی جوڑے گھوڑے کالین دین غلط یعنی قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔ ٹھیک ہے اگر کوئی باپ اپنی بیٹی کو بغیر کسی زبردستی کے اور بغیر مطالبے کے اپنی خوشی سے کچھ دینا چاہتا ہے تو سادگی کے ساتھ کچھ دے دے تو کوئی حرج نہیں بہر حال جو مالدار کھاتے پیتے گھرانے کہلاتے ہیں ان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جب تک وہ اس سادگی کو نہیں اپنائیں گے اور اس کو ایک تحریک کی شکل میں نہیں چلائیں گے اس وقت تک اس عذاب سے نجالت ملنی مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے یہ بات دلوں میں ڈال دے۔ آمین۔

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی شادی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہٗ اکابر صحابہ میں سے ہیں لسان نبوت نے دنیا ہی میں ان کو جنتی ہونے کی بشارت وخوشخبری سنادی۔ نبی کریم ﷺ سے حد درجہ قربت رکھنے والے اعلیٰ درجہ کے رفیق اور ساتھی مگر ان کی شادی واقعہ سماعت فرمائیں۔ ایک دفعہ وہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں شریک ہوئے آپ علیہ السلام نے ان کے جسم پر کچھ نشانات دیکھے دریافت کیا، کیا بات ہے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں ایک انصاریہ عورت سے شادی کی ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے ناگواری کا اظہار فرمایا۔ غصہ نہیں ہوئے بلکہ فرمایا! ''ولم لو بشاۃ'' ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری سے ہو غور فرمائیں کہ اگر ہمارے یہاں کوئی ادنی تعلق رکھنے والا شخص بھی شادی کرے اور ہمیں نہ پوچھے تو ہم کو کتنی ناگواری ہوگی مگر آپ علیہ السلام کے دور میں ایسا نہیں تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہٗ آپ ﷺ سے نکاح پڑھوانا الگ رہا اطلاع دینے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی۔ واقعی شادی اسی طرح سادگی کے ساتھ ہونی چاہئے۔ تب جاکر معاشرے کی اصلاح ہوسکتی ہے اور لوگوں کی پریشانیاں ختم ہوسکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلم معاشرے میں پھیلے ہوئے جہیز جیسے ناسور کو ختم فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

واک اور ورزش بھی سنت ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. لَقَدْ كَانَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات! ہمارا مال ہمارا جسم اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اس کی حفاظت کی ذمہ داری ہمارے اوپر عائد ہوتی ہے ۔اگر ہم اپنے جسم کی حفاظت نہیں کرتے ہیں تو قیامت کے روز اس کے بارے میں بھی سوال ہوگا خصوصاً آج کے دور میں جب کہ ہر چیز نقلی آرہی ہے کوئی سامان کھانے پینے کے تعلق سے بازار میں خریدنے کے لئے چلے جائیں تو اصلی سامان ملنا مشکل ہے یہی وجہ ہے کہ اب بیماریاں بڑھتی جارہی ہے اور نئی نئی بیماریاں جن کا ہمارے باپ دادا نے نام بھی نہیں سنا تھا وہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے اور سینکڑوں ہزاروں لوگ ان بیماریوں میں مبتلا ہوکر لقمہ اجل بن رہے ہیں یہ تو ہمارا ایمان ہے کہ موت کا جو وقت مقرر کیا جاچکا ہے اسی وقت پر آئے گی اور جس سبب

سے مقرر کیا گیا ہے اسی سبب سے آئے گی اس میں کسی طرح تبدیلی ممکن نہیں مگر ہمارا بھی فریضہ ہے کہ بیماری سے بچنے کے لئے ہر طرح کے ذرائع کا استعمال کریں اور اپنے جسم جان کی حفاظت کا بندوبست کریں اس کے ورزش اور کثرت کریں تا کہ جسم چست رہے اور خون کا صحیح دوران ہونے کی وجہ سے صحت اچھی رہے۔

ایک مرتبہ سفر سے حضور اقدس ﷺ چلے آ رہے تھے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی ساتھ تھے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں، آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا: ''تقدموا'' تم لوگ ذرا آگے نکل جاؤ۔ تو سب کے سب آگے چلے جاتے ہیں۔ اب آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں: عائشہ! چلو ہم Race کرتے ہیں۔ حضور ﷺ بھی دوڑ رہے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی دوڑ رہی ہیں کہ میں آگے نکل گئی اور حضور اقدس ﷺ پیچھے رہ گئے، کچھ مدت بعد، چند مہینوں کے بعد پھر ایسی ہی ہوا تو اب میرا بدن بھاری ہو چکا تھا، اس لئے اب کی بار جو Race ہوئی تو حضور اقدس ﷺ جیت گئے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میں نے بدلہ لے لیا، اس وقت تم جیتی تھی، اب کی بار میں جیت گیا، یہ میرا بدلہ ہو گیا، تو حضور اقدس ﷺ بھی بیوی کے ساتھ گھر والوں کے ساتھ ہنسی مذاق اور کھیل فرما رہے ہیں، اس لئے کہ یہ برحق ہے۔

اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دوڑنا اور ورزش کرنا، یہ بھی سنت ہے اور کرنا ہی چاہئے، خاص طور پر Walking جو ہمارے بڑے بوڑھے ہیں ان کیلئے تو بہت فائدہ مند ہے، گھر میں بیٹھ کر T.V. دیکھنے کے بجائے Walking کیلئے جائیں، اور آدھا پونہ گھنٹہ کا لمبا Walk کریں، دوڑنے کی ضرورت نہیں ہے، صرف Brisk Walk کرتے رہیں، بہت فائدہ مند ہے۔

ورزش کئی بیماریوں کا علاج

افسوس میں گھنٹوں گھنٹوں کمپیوٹر پر جو لوگ بیٹھے رہتے ہیں ان کے لئے ورزش تو اور بھی ضروری ہے مستقل ایک جگہ بیٹھنے کی وجہ سے قبض کی بھی شکایت رہتی ہے جس کو حکماء ام الامراض کہتے ہیں یعنی قبض ساری بیماریوں کی ماں ہے جب قبض کی شکایت پیدا ہوگی تو دسیوں بیماریاں جنم لیں گی اور جس کا پیٹ صحیح ہو وقت وقت پر قضائے حاجت کر لیا کرے تو اس کو بیماریوں کا سامنا نہیں کرنا پڑتا اور اس کی صحت وتندرستی برقرار رہتی ہے اس لئے ہلکی پھلکی ورزش اپنی زندگی معمول بنالینا چاہئے اور نمازوں کی پابندی بھی کرتے ہیں۔ اس لئے کہ نماز میں ورزش ہوتی رہتی ہے تو ایک ساتھ دو فائدے حاصل ہوئے ایک تو نماز کا ثواب ملا مرنے کے بعد آخرت میں کام آئے گا اور دوسرا فائدہ صحت وتندرستی کا جس سے مزید عبادت میں چستی اور نشاط پیدا ہوگا تو گویا دنیوی فائدہ بھی ہوا اور دینی فائدہ بھی ہوا۔ واک اور ورزش حاملہ خواتین کیلئے بھی بہت مفید ہے اگر وہ مستقل واک کرتی رہیں اور سست ہو کر نہ بیٹھیں تو بلکہ حالت حمل میں بھی اپنے کام کاج کرتے ہیں تو ان کی ولادت میں بھی آسانی ہوگی اور آپریشن کے مشکل مرحلے سے ان کو گذرنا نہ پڑے گا۔ یہ بہت بڑی بیماری لوگوں میں پیدا ہوتی جارہی ہے کہ راحت وآرام کے طلبگار ہوگئے ہیں کہ بدن کو حرکت نہیں دینا چاہتے آسائش وراحت کی ساری اشیا گھر میں رکھ لیتے ہیں تھوڑا بھی مشقت برداشت نہیں کرتے اس لئے شوگر بی پی ہارڈ اور دیگر امراض میں مبتلا ہو کر گھٹ گھٹ کر زندگی بسر کرتے ہیں اور پھر ہزاروں لاکھوں روپیوں کی دوائیاں کھا کر ڈاکٹروں کے ہاتھوں کا کھلونا بن کر ہسپتالوں میں مرتے ہیں۔ اللہ ہمارے صحت وتندرستی کو برقرار رکھے۔ آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

اسلام عورت کے حقوق کا محافظ ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَسْکِنُوْھُنَّ مِنْ حَیْثُ سَکَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِکُمْ وَلَا تُضَآرُّوْھُنَّ لِتُضَیِّقُوْا عَلَیْھِنَّ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! اسلام ہی عورتوں کے حقوق کا محافظ ہے دیگر موجودہ مذاہب میں کہیں بھی عورتوں کے حقوق کا لحاظ نہیں کیا جاتا بلکہ ہر ایک کے یہاں صنف نازک کے حقوق کی پامالی ہوتی ہے اور طرح طرح سے اس کو ستایا اور کمزور کیا جاتا ہے، اس دور میں تو آزادئ نسواں کا نعرہ بلند کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا گیا اور بڑی تیزی کے ساتھ لوگوں نے اس کو قبول کر لیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا کے اندر تباہی پھیل گئی، برائیاں عام ہو گئیں صنف نازک کی عزتیں نیلام ہونے لگیں مگر افسوس اس بات پر ہے کہ مغربی تہذیب وتمدن کے دلدادہ لوگوں نے اس کو ترقی کا نام دے رکھا ہے۔ قبل از اسلام لوگوں میں جتنی برائیاں اور بے حیائیاں تھیں آج اس سے بھی کہیں زیادہ برائیاں لوگوں میں عام ہو گئے ہیں۔

طلوع اسلام سے قبل عورت کی حالت زار

آفتاب اسلام کے طلوع ہونے سے قبل زمانۂ جاہلیت کے تاریک دور میں دنیا کی تمام اقوام میں یہ حال تھا کہ عورت کی حیثیت گھریلو استعمال کی اشیاء سے زیادہ نہ تھی۔ چوپاؤں کی طرح اس کی خرید وفروخت ہوتی تھی۔ اس کو اپنے شادی بیاہ میں کسی قسم کا کوئی اختیار نہ تھا۔ اسکے اولیاء وسرپرست جس کے حوالے کر دیتے وہاں جانا پڑتا تھا۔ عورتوں کو اپنے رشتہ داروں کی میراث میں سے کوئی حصہ نہ دیا جاتا تھا بلکہ وہ خود گھریلو چیزوں کی طرح مال وراثت سمجھی جاتی تھی۔ وہ مردوں کی ملکیت تصور کی جاتی تھی۔ اس کی ملکیت کسی چیز پر نہ تھی اور جو چیزیں عورت کی ملکیت کہلاتی تھیں ان میں اس کو مرد کی اجازت کے بغیر کسی قسم کے تصرف کا کوئی اختیار نہ تھا۔ ہاں اس کے شوہر کو ہر قسم کا اختیار تھا کہ اسکے مال کو جہاں چاہے اور جس طرح چاہے خرچ کر ڈالے۔ اس کو پوچھنے کا بھی کوئی حق نہ تھا۔ یہاں تک کہ یورپ کے وہ ممالک جو آج کل دنیا کے سب سے زیادہ متمدن ملک سمجھے جاتے ہیں اور عورتوں کی آزادی اور حقوق کے بزعم خود علمبردار بنے ہوئے ہیں ان میں بعض لوگ اس حد کو پہنچے ہوئے تھے کہ عورت کے انسان ہونے کو بھی تسلیم نہ کرتے تھے۔

عورت کیلئے دین ومذہب میں بھی کوئی حصہ نہ تھا، نہ اس کو عبادت کے قابل سمجھا جاتا تھا بلکہ یہ عمل باپ کیلئے عزت کی نشانی اور شرافت کا معیار تصور کیا جاتا تھا۔ اگر شوہر مر جائے تو بیوی کو بھی اس کی لاش کیساتھ جلا کر ستی کر دیا جاتا تھا۔ رسول اکرم ﷺ کی ولادت کے بعد اور آپ ﷺ کی نبوت سے پہلے ۵۸۶ء میں فرانس نے عورت پر یہ احسان کیا، بہت سے اختلافات کے بعد یہ قرارداد پاس کی کہ عورت ہے تو انسان مگر وہ صرف مرد کی خدمت کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ الغرض پوری دنیا اور

اس میں بسنے والے تمام اقوام و مذاہب نے عورت کے ساتھ یہ برتاؤ کیا ہوا تھا کہ جس کو سن کر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اس بے چاری مخلوق کیلئے نہ کہیں عقل و دانش سے کام لیا جاتا تھا نہ عدل و انصاف ہے۔

قربان جایئے رحمۃ للعالمین ﷺ اور آپ کے لائے ہوئے دین حق پر کہ جس نے دنیا کی آنکھیں کھولیں، انسان کو انسان کی قدر کرنا سکھایا۔ عدل و انصاف کا قانون جاری کیا۔ عورتوں کے حقوق مردوں پر ایسے ہی لازم کئے جیسے عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں۔ اس کو آزاد و خود مختار بنایا۔ وہ اپنے جان و مال کی ایسی ہی مالک قرار دی گئی جیسے مرد، کوئی شخص خواہ باپ دادا ہی کیوں نہ ہو بالغ عورت کو کسی شخص کے ساتھ نکاح پر مجبور نہیں کرسکتا اور اگر بلا اس کی اجازت کے نکاح کر دیا جائے تو وہ اس کی اجازت پر موقوف رہتا ہے۔ اگر نامنظور کر دے تو باطل ہو جاتا ہے۔ اس کے اموال میں کسی مرد کو بغیر اس کی رضا و اجازت کے تصرف کا کوئی حق نہیں۔ شوہر کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد وہ خود مختار ہے، کوئی اس پر جبر نہیں کرسکتا۔ اپنے رشتہ کی میراث میں اس کو بھی ایسا ہی حصہ ملتا ہے جیسا لڑکوں کو۔ اس پر خرچ کرنے اور اس کو راضی رکھنے کو اسلام میں ایک اہم عبادت اور اجر عظیم قرار دیا، شوہر اس کے حقوق واجبہ ادا نہ کرے تو اسلامی عدالت کے ذریعہ وہ اسے ادائے حقوق پر ورنہ طلاق پر مجبور کرسکتی۔

عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید

حضور نبی کریم ﷺ نے بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کا تاکیدی حکم فرمایا:

''استوصوا بالنسآء خیراً فانھن خلقن من ضلع وان اعوج شئی فی الضلع اعلاہ فان ذھبت نقیمہ کسرتہ وان ترکتہ لم یزل اعوج

فاستوصوا بالنسآء “ لوگو! بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کے بارے میں میری وصیت مانو یعنی میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کی ان بندیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو نرمی اور مدارات کا برتاؤ رکھو۔ ان کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے جو قدرتی طور پر ٹیڑھی ہوتی ہے اور زیادہ کجی پسلی کے اوپر کے حصہ میں ہوتی ہے اگر تم اس ٹیڑھی پسلی کو زبردستی سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر اسے یوں ہی اپنے حال پر چھوڑ دوگے اور درست کرنے کی کوشش نہ کروگے تو پھر ہمیشہ ویسی ٹیڑھی ہی رہے گی۔ اس لئے بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی میری وصیت قبول کرو۔ کس قدر ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ عورتوں کے تئیں آپ ﷺ کے دل میں موجود تھا اسلام کی آمد سے قبل عورتوں کو جتنا پست کیا گیا تھا اسلام نے اتنا ہی عورتوں کے مقام کو اونچا اور بلند کر دیا۔

معاشی امور کے تعلق سے اس کو مستغنی کر کے مردوں کے اوپر اس کی ذمہ داریاں ڈالدیں اور جس طرح عورتیں ذلت ورسوائی کی زندگی گذارتی تھیں معاشرے اور خاندان میں ان کا کوئی وقار اور مقام نہیں تھا وہ میراث میں حقدار نہیں سمجھی جاتی تھی بلکہ وہ خود ہی میراث کے طور پر سوتیلے بیٹے یا دیگر ورثا کے ہاتھوں کا کھلونا بن کر زندگی گذارنے پر مجبور ہوتی تھی قرآن کریم نے اس کی طرف اشارہ بھی کیا تھا۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا۔ اے ایمان والو! تمہارے لئے جائز نہیں کہ عورتوں کے زبردستی وارث بن جاؤ۔ الحمد للہ آج عورت عزت ورفعت کی زندگی بسر کر رہی ہے اس کے لئے بھی جیسے مردوں کے حقوق ہیں وہ بھی میراث میں حصہ دار ہے جس طرح مرد حصہ دار ہوتا ہے۔

عرفہ کے خطبہ میں بھی عورتوں کا ذکر

حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا:"اتقوا اللہ فی النسآء وانکم اخذتموھن بامان اللہ واستحللتم فروجھن بکلمة الله ولکم علیھن الا بوطین فرشکم احدا نکرھونه فان نعلن ذالک فاضربونھن ضربا غیر مبرح ولھن علیکم رزقھن وکسوتھن بالمعروف" لوگو! اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو تم ان کو اللہ کی امان کے ساتھ اپنے عقد میں لیا ہے اور اسی اللہ کے کلمہ اور حکم سے وہ تمہارے لئے حلال ہوئی ہیں تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ جس کا گھر میں آنا اور بستروں پر بیٹھنا تمہیں ناپسند ہو وہ اس کو آکر وہاں بیٹھنے کا موقع نہ دیں بس وہ اگر ایسی غلطی کریں تو ان کو تنبیہ و تادیب کے طور پر تم سزا دے سکتے ہو جو زیادہ سخت نہ ہو اور تمہارے ذمہ مناسب طریقہ پر ان کے کھانے کپڑے وغیرہ کا بندوبست کرنا ہے۔ اسلام سے پہلے عربوں کی معاشرت میں گھروں کے اندر دور و قریب کے رشتہ داروں اور دوسرے تعلق والوں کے آنے جان اور عورتوں سے بات چیت کرنے کا عام رواج تھا حالانکہ ان میں ایسے بھی ہوئے تھے جن کا گھر میں آنا اور بیوی سے بات چیت کرنا شوہر کو ناگوار اور ناپسند ہو سکتا تھا اسی لئے اس حدیث میں فرمایا گیا کہ اس معاملہ میں شوہروں کی مرضی کی پابندی کریں اور ایسے کسی مرد یا عورت کو گھر آنے اور پاس بیٹھ کر بات چیت کرنے کی اجازت نہ دیں جن کا آنا شوہر کو ناپسند ہو۔ مرد و عورت دونوں کے حقوق بیان کر دیئے گئے۔ ان کو الگ الگ ذمہ داریاں سونپی گئی تاکہ گھر کا نظام صحیح طریقہ پر انجام پائے ایک عورت بچوں کی تربیت کا جس انداز میں نظم کر سکتی ہے مرد نہیں کر سکتا اور ایک عورت کے سدھر جانے سے پورے خاندان

ومعاشرے میں سدھار پیدا ہوسکتا ہے اور عورت کے بگڑنے سے پورے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوسکتا ہے اس لئے عورتوں کو اپنے حقوق کا لحاظ کرنے کے ساتھ اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔ شوہروں کی اطاعت وفرمانبرداری کا ہمہ وقت خیال بھی رکھنا چاہئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔ عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی آبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کی فرمانبردار رہے تو پھر اسے حق ہے کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

لباس پہننے کا مقصد

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاساً يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشاً وَّلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات! لباس انسان کی بنیادی ضرورت ہے انسان اور دیگر حیوانات میں جو نمایاں فرق ہے وہ لباس کا ہے کہ حیوانات لباس زیب تن نہیں کرتے ،لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی شرمگاہوں کو پوشیدہ رکھنے کے لئے ان کے اعضا کچھ اس طرح بنائے ہیں جس سے شرمگاہ چھپ جاتی ہیں کسی کی دُم اور کسی کے بال وغیرہ لیکن انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اس کے لئے صرف یہی چیزیں کافی نہیں تھیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے کپڑے بھی اتارے جس کو وہ پہنے اور زیب وزینت اختیار کرے ویسے لباس کا مقصد ستر پوشی ہے کہ انسان ان اعضاء کو چھپا سکے جن کو دوسروں کے سامنے ظاہر کرتے ہوئے شرم کرتا ہے۔ جیسے

جیسے دور نبوت سے بعد ہوتا جارہا ہے دین سے دوریاں بھی بڑھتی جارہی ہیں۔ ترقی کے نام پر بے حیائیاں عروج پر ہیں فیشن پرستی کے اس ماحول میں سنت کو پامال کیا جارہا ہے اور لوگوں کے ذہن ودماغ کو اس بات سے متاثر کیا جارہا ہے۔ اسی میں تمہاری ترقی کا راز مضمر ہے۔ ماڈرن نیوز مانہ کہاں سے کہاں پہنچ چکا اب تو دین کے احکام پر عمل کرنے کے لئے بھی مشکلیں پیش آتی ہیں اس لئے کہ جو غیر اسلامی طور وطریق ہیں ان کو اسلامی بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور کم علمی اور جہالت کی وجہ سے ہم اسی کو دین سمجھ بیٹھتے ہیں لباس کا اصل مقصد تو ستر پوشی ہے مگر ہمیں اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ ایسا لباس ہرگز نہ پہنیں جو خلاف شرع ہوں اور غیروں کی مشابہت پائی جاتی ہو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ اسی میں سے ہوگا۔ اس لئے ہم کو غیروں کی مشابہت سے کلی طور پر احتیاط کرنی چاہئے صلحاء اور نیک لوگوں کا لباس پہننا چاہئے۔

لباس کے تین مقاصد

لباس کے تین مقاصد ہوتے ہیں۔ (۱) انسانی بدن کے جن حصوں پر دوسروں کی نظر نہیں پڑنی چاہئے وہ چھپے رہیں (۲) جسم کو سردی اور گرمی کی تکلیف سے بچایا جائے (۳) انسانی شخصیت کو زیب وزینت نصیب ہو یا الفاظ دیگر لباس تین طرح کے ہیں۔ آسائش کا لباس زیبائش کا لباس۔ یہ دونوں جائز ہیں، تیسرا لباس زیبائش کا لباس ہے جو ناجائز ہے۔

لباس شہرت: نام ونمود اور دکھلاوے کے لباس کی احادیث میں بڑی سخت وعید وارد ہوئی ہے لباس شہرت، لباس جہنم اور اعراض خداوندی کا باعث ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شہرت کے لئے

لباس پہنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے اعراض فرما لیتے ہیں تاوقتیکہ اسے نکال نہ دے۔ ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص شہرت کے لئے دنیا میں کوئی لباس پہنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔ پھر اس میں جہنم کی آگ لگا دے گا۔ (شمائل کبریٰ ج ۱، ص ۲۹۵)

لباس شہرت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اچھا یا امتیازی لباس اس لئے پہنے تا کہ لوگوں میں اس کے لباس کا چرچا ہو۔ لوگ اس کے لباس کی تعریف کریں۔ یہ نیت درست نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک ذلت ورسوائی وناراضگی کا باعث ہے۔ ہاں لباس میں یہ نیت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ستر چھپانے کو دیا ہے اور یہ اس کی تعمیل ہے اور یہ نیت ہو کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور نظافت وجمال کو پسند کرتا ہے۔ اس لئے نظیف وجمیل لباس پہنتا ہوں یا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار ہو اس نے ہمیں اظہار نعمت کا حکم دیا ہے نہ کہ اظہار کبر و بڑائی۔ یہ قصد وارادے محمود اور باعث ثواب ہیں۔

لباس میں تواضع وسادگی ہو۔ اس کی بھی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے۔ حضرت ایاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ایک صاحب نے آپ ﷺ کے سامنے دنیا کا ذکر فرمار ہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کیا تم نہیں سنتے؟ کیا تم نہیں سنتے؟ سادہ لباس ایمان کی علامت ہے۔ سادہ لباس ایمان کی علامت ہے۔ (ابوداؤد، ترغیب ج ۳، ص ۱۰۲)

حدیث پاک میں جس کو ایمان کہا گیا ہے اس کے معنی زینت اور خوشنما کو ترک کرتے ہوئے کم درجہ کا لباس اختیار کرنا ہے۔ (منذری ص ۱۰۸) اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ عمدہ لباس اور قیمتی لباس کی اجازت نہیں ہے بلکہ یہ اگر ریاء کبر اور فخر کے لئے ہو تو حرام ہے ورنہ تو اس کی بھی اجازت ہے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے اور اسے پسند ہے

کہ اپنے بندے پر نعمت کا اثر دیکھے۔ (المطالب العالیہ، ج ۲، ص ۲۶۲) ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خوبصورت وعمدہ لباس اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ دیا باوجود وسعت کے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت کا لباس پہنائے گا اور جو شخص اپنے سے کمترین (مسکین، غریب، یتیمہ) سے شادی کرے گا اللہ جل جلالہ اسے بادشاہوں کا تاج پہنائے گا۔ (ابوداؤد، بحوالہ شماء کبریٰ ج ۳ ص ۲۹۵)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا میں عمدہ جوڑے پہنتا ہوں کیا یہ کبر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ پھر پوچھا کہ میں چاہتا ہوں کہ کھانا بناؤں اور سب کو دعوت کروں کیا یہ کبر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ کبر تو یہ ہے کہ تو حق کو بھول جائے اور لوگوں کی تحقیر کرے تو معلوم ہوا کہ عمدہ لباس کبر نہیں ہے۔ اس کا تعلق لباس یا شئی کی عمدگی اور خوشحالی سے نہیں ہے بلکہ دل سے ہے اگر اس سے دوسروں کی تحقیر و تذلیل ہے تو یہ مذموم برا ہے۔

مشابہت غیر کی مذمت

"تشبہ بالکفار "تشبہ بالنسآء" تشبہ بالرجال" یعنی غیروں اور اسلام کے دشمنوں کے لباس کی مشابہت اختیار کرنا۔ اسی طرح مردوں کا عورتوں کی مشابہت اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا یہ سب حرام ہے اور لعنت کی بات ہے۔

بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے، ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے ہیں۔ (بخاری: ج ۲، ص ۸۷۴) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ایک عورت کا ذکر کیا گیا جو مردوں جیسے جوتیاں پہنتی تھی اور اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

فرمایا خدا کے رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورت پر لعنت بھیجی ہے جو مردوں کے طور کو اختیار کرے۔ (مشکوۃ ج ۲، ص ۳۸۳)

تشبہ اور اس کا مفہوم

اپنی ہیئت اور وضع تبدیل کر کے دوسرے قوم یا دوسری جنس کی وضع اور ہیئت اختیار کرنے کا نام تشبہ ہے۔ مذکورہ بالا روایتوں سے معلوم ہوا کہ جو لباس عرف میں مردوں یا عورتوں کے لئے خاص ہے ایک دوسرے کو اس کا استقبال ناجائز اور حرام ہوگا چنانچہ مردوں کو پرنٹ کرتا یا عورتوں کو مردوں کا سا پائجامہ پتلون کوٹ ٹی شرٹ وغیرہ پہننا درست نہیں، باعث لعنت ہے، عموماً جدید تعلیم یافتہ اور دیگر عورتیں اس سے احتیاط نہیں کرتیں اور مردوں کی مشابہت میں فخر محسوس کرتی ہیں اور لعنت میں گرفتار ہوتی ہیں۔ اللہ ہم سب کو توفیق عمل نصیب ہو جائے۔

ساتر لباس پہنیں

فیشن کے اس دور میں مختلف قسم کے کپڑے رائج ہوگئے ہیں اور آئے دن نئے نئے ڈیزائن کے کپڑے مارکیٹ میں آرہے ہیں اور فیشن کے نام پر ایک کپڑے کی مانگ بڑھ رہی ہے خواہ ستر پوشی ہو یا نہ ہو بلکہ بہت سے لباس تو ایسے ہیں کہ ان کے پہننے سے وہ اعضاء بھی نظر آتے ہیں جن کا چھپانا ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں بعض عورتیں کپڑا پہنے ہوئی ہیں پھر بھی ننگی ہوتی ہیں، مردوں کی طرف مائل ہوتی ہیں اور ان کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوتی ہیں آج ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ عورتیں ایسے کپڑے پہن رہی ہیں کہ چست ہونے کی وجہ سے بدن کے اعضاء دیکھتے ہیں یا کپڑے ہونے کی وجہ سے بدن کھلے رہتے

ہیں یا اتنے باریک ہوتے ہیں کہ کپڑا پہننے کے باوجود جسم نظر آتا ہے اسی طرح مرد اس انداز کا کپڑا پہنتے ہیں جس سے ان کی ستر پوشی بھی نہیں ہوتی جب کہ کپڑا پہننے کا اصل مقصد یہی ہے۔ اگر ہم عذاب آخرت سے بچنا چاہتے ہیں تو اسے کپڑوں سے گریز کرنا چاہئے۔ ورنہ کل قیامت کے دن اللہ ورسول ﷺ کو کیا منھ دکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

ہمیشہ اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

جس طرح پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں اسی طرح سارے انسان فضیلت ومرتبت اور مال ودولت میں برابر نہیں کیا کوئی غریب ہے کوئی امیر کوئی عالم ہے کوئی ان پڑھ کوئی حاکم ہے کوئی نوکر ہر ایک سے مل کر ہی اس دنیا کا نظام چل رہا ہے۔ البتہ ہر ایک لئے اصول وضوابط ہیں کہ کس طرح زندگی گذاریں۔ غریبوں کو کس طرح رہنا چاہئے اور مالداروں کی کیا ذمہ داریاں ہوتی ہیں نعمت خداوندی کی

قدر کے لئے ضروری ہے کہ آدمی اپنے سے نیچے والے کو دیکھے۔ بخاری ومسلم کی ایک حدیث ہے۔ **عن ابی هریره رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم "انظروا الی من هو اسفل منکم ولا تنظروا الی من هو فوقکم ، فهو اجدر لا تزدورا نعمة الله علیکم "** (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے سے نیچے والے کو دیکھو، اپنے سے اوپر والے کو مت دیکھو، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اپنے اوپر تم اللہ کی نعمت کو حقیر نہیں سمجھو گے۔

اللہ رب العزت ہم سب کا خالق و مالک ہے اور اس نے اپنی حکمت و مشیت سے ہر ایک آدمی کو جیسا اور جس طرح چاہا پیدا کیا۔ جسمانی ساخت و ہیئت ہی ہیں بلکہ مختلف امور و معاملات میں سب کو ایک دوسرے سے بہت ممتاز اور الگ تھلک طریقے پر پیدا کیا۔ ساری انسانی برادری یکساں اور برابر نہیں بلکہ ایک والدین کی ساری اولاد اپنی خلقت اور دیگر امور میں برابر نہیں۔ یہ اللہ کی کیسی بڑی حکمت و مصلحت ہے کہ اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، بامنصب اور بے منصب، شہ زور اور کمزور، صحت مند و بیمار، عقلمند و بے وقوف اور مجنوں، اسی طرح عالم و جاہل وغیرہ ہم کا فرق سب اللہ کی حکمت و مشیت سے ہے۔ اس لئے اللہ کے کمال قدرت اور حکمت و مشیت کو سامنے رکھتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کسی بھی معاملے میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھو، اپنے سے اوپر والے کو نہیں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اللہ کی کسی بھی نعمت کو کبھی حقیر و معمولی نہیں سمجھو گے۔ اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرنے کی توفیق ملے گی۔ اس نعمت کی قدر کا جذبہ پیدا ہوگا اور بندہ ناشکری سے بچے گا۔ آج ہمارے سامنے مسائل اور مشکلات اسی لئے کھڑی ہوتی ہیں کہ ہم دنیاوی معاملات میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھنے لگتے ہیں اور اس بات کو بہت اہمیت دینے لگتے

ہیں یا جس کا کوئی فائدہ ہمیں نہیں ہوتا، بلکہ اس کے برعکس بغض وحسد، عداوت ودشمنی اور بعد ودوری اور آپسی رنجش جیسے امور کے ہم شکار ہوجاتے ہیں۔غور کیجئے تو پتہ چلے گا کہ رسول اللہ ﷺ کے مذکورہ فرمان میں کتنی حکمت پوشیدہ ہے اور ہمارے لئے اس میں کتنا سبق چھپا ہوا ہے۔سماجی ومعاشرتی زندگی گذارنے کا کیسا طریقہ بتایا گیا ہے۔کسی بھی معاشرہ اور سماج میں امن وشانتی تب ہی بحال ہوگی، جب وہاں کے لوگ راضی ہوجائیں کہ ہم کسی بھی معاملہ میں اپنے سے اوپر والوں کو نہیں، بلکہ نیچے والوں کو دیکھیں گے۔اس کو اللہ کا فیصلہ مانیں گے اور اللہ کی بخشی ہوئی کسی بھی نعمت پر اسکا شکر ادا کریں گے۔نیچے والے کو دیکھنے سے اتنا تو سمجھ میں آئے گا کہ کوئی اس دنیا میں اگر ہم سے اچھا ہے تو ہم بھی کس سے اچھے ہیں۔اس سے بلا واسطہ اللہ کے شکر کا جذبہ پیدا ہوگا اور اللہ کے شکر گذار بندے ہوں گے۔

صحیح بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"اذا نظر احدکم الی من فضل علیه فی المال والخلق فلینظر الی من هو اسفل منه" مال اور خلقت میں جب اپنے سے بڑھے ہوئے کسی آدمی پر کسی کی نظر پڑجائے تو اسے جلد ہی اپنے سے کمتر آدمی کو دیکھ لینا چاہئے۔اس سے وہ احساس کمتری کا شکار بھی نہیں ہوگا اور اللہ کا شکر گذار بندہ بھی رہے گا۔اس شکر گذاری کا اسے فائدہ بھی ہوگا کہ اللہ اور کسی دوسری چیز سے نواز دے گا، کیونکہ اللہ کا وعدہ ہے: "لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ . وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ" اگر تم شکر ادا کروگے تو ہم تمہیں اور دیں گے۔لیکن اگر ناشکری کی تو.... یاد رکھو کہ میرا عذاب سخت ہے۔

اس اعتبار سے بھی دیکھیں سبق ملتا ہے کہ ہمیں کسی بھی حال میں اپنے سے اوپر والوں کو نہیں، بلکہ نیچے والوں کو دیکھنا چاہئے، اسی میں خیر اور ہر طرح کی بھلائی وبہتری ہے۔اللہ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق دے۔آمین!

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

اگر ہم اپنے سے اوپر والے کو دیکھیں گے تو کبھی بھی شکر گذاری کی توفیق نہیں ہوئی بلکہ مزید ہوس اور لالچ بڑھے گی جو کبھی ختم نہیں ہو سکتی اگر ایک وادی سونا انسان کو مل جائے تو اس کی خواہش ہوگی کہ ایک اور وادی سونے سے بھری ہوئی مل جائے اور جب اپنے سے کم پیسے والے پر نظر رکھیں گے تو ہمیشہ سکون واطمینان کے ساتھ زندگی گذاریں گے اور اللہ کا شکر ادا کرنے کی توفیق ملے گی۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ متلاشی کی نوبت آ گئی میرے پاس چپل بھی نہیں تھا اور پیسے بھی نہ تھے کہ چپل خرید سکوں اس سے پہلے کبھی ایسی نوبت نہیں آئی تھی بڑی شرم آئی کہ ننگے پاؤں چل رہا ہوں مگر دمشق کی جامع مسجد کے باہر جب نکلا تو دیکھا کہ ایک شخص کے پاؤں ہی نہیں میں نے اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا کہ یا اللہ اگر چپل نہیں تو کوئی حرج نہیں تو نے پاؤں تو عطا کیا ہے ایسے ہر وقت اپنے سے نیچے والے کو دیکھنا چاہئے تا کہ اللہ کی نعمتوں کی قدر کرنے والے بن جائیں اور شکر گذاروں میں ہمارا شمار ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ہر نعمتوں پر چاہے وہ چھوٹی ہو یا بڑی شکر ادا کرنے اور کسمپرسی کے عالم میں صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عاجزی اور انکساری

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق و مہربان معلمات! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجہ کے صحابی ہیں انبیاء علیہم السلام کے بعد پوری انسانیت میں سب سے برگزیدہ اور اللہ کے نزدیک معزز و مکرم ہستی خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے اس کے بعد دوسرے نمبر پر قیامت تک آنے والے انسانوں میں امیر المومنین خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں جن کی شان میں قرآن کریم کی کئی ایک آیتیں نازل ہوئیں ان کی رائے اور منشا کے مطابق قرآن کی کئی آیتیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: **لو کان بعدی نبی لکان عمر** اگر میرے بعد نبوت ورسالت کا سلسلہ جاری رہتا تو عمر فاروق کے اندر وہ استعداد وصلاحیت موجود ہے کہ وہ نبی بنائے جائیں مگر میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ علیہ السلام نے ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا: **لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان ید فی امتی احد فانه عمر** تم سے پہلی امتوں میں محدث یعنی ایسے لوگ ہوتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام کی نعمت سے خاص طور پر نوازے جاتے تھے تو اگر میری امت میں کسی کو اس نعمت سے خاص طور پر نوازا گیا تو وہ عمر ہیں۔ یعنی اتنا بڑا مقام ومرتبہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے مگر ان کی عاجزی وانکساری ہمارے لئے قابل تقلید ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی اہم سرکاری کام میں مشغول تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا: امیر المومنین! میرے ساتھ چلئے اور فلاں شخص سے جس نے مجھ پر ظلم کیا ہے، میرا حق دلایئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی مشغولیات کے باعث غصہ آ گیا، انہوں نے اس کے سر پر ایک درہ مارا اور کہا: میں کہاں کا امیر المومنین ہوں! میں تو ہمہ وقت تمہارے قبضے میں ہوں چاہے میں کسی کام میں بھی مشغول ہوں، تم لوگ آ جاتے ہو اور کہتے ہو چلو! فلاں سے حق دلاؤ، چلو! فلاں سے حق دلاؤ، وہ شخص منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا ہوا واپس جانے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے واپس بلوایا۔ وہ آیا تو درہ اس کی طرف پھینک کر کہا: حکم بجالاؤ'' (یعنی میرے سر پر درہ لگاؤ) اس شخص نے کہا نہیں، خدا کی قسم! میں آپ کی زیادتی کو اللہ کے لئے اور آپ کے لئے معاف کرتا ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک بات کہو! اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب کی نیت سے یا میرے لئے؟ اس آدمی نے کہا: اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب کی نیت سے۔

تب آپ رضی اللہ عنہ واپس آئے، گھر میں دو رکعت نفل نماز ادا کی، پھر اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہنا شروع کیا: "اے خطاب کے بیٹے! تو پست تھا، اللہ نے تجھے بلند مرتبہ دیا۔ تو گمراہ تھا، اللہ نے تجھ کو ہدایت دی، تو ذلیل تھا، اللہ نے تجھ کو عزت بخشی، پھر تجھ کو لوگوں کے سر پر بٹھایا، پھر تیرے پاس ایک شخص انصاف طلب کرنے آیا تو تو نے اس کو مارا، کل جب تو اپنے رب کے پاس جائے گا تو اس کو کیا جواب دے گا؟ پھر دیر تک اپنے آپ کو اس طرح ملامت کرتے رہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رعایا پروری کا اہم واقعہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ کے ساتھ حرہ کی طرف جا رہا تھا کہ ایک جگہ آگ جلتی ہوئی دکھائی دی امیر المومنین نے فرمایا کہ شاید کوئی قافلہ ہے جو رات ہو جانے کی وجہ سے شہر میں نہیں آسکا اور باہر ہی پڑاؤ ڈالدیا۔ چنانچہ اس طرف چلدیئے جب وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بوڑھی عورت ہے اور چند چھوٹے چھوٹے بچے ہیں جو رو رہے ہیں امیر المومنین نے بوڑھی ماں سے پوچھا کہ بچے کیوں رو رہے ہیں کہنے لگی کہ بھوک کی وجہ سے عرض کیا دیگچی میں کیا ہے کہنے لگی پانی بھر کر آگ پر بہلانے کے لئے رکھدی ہے کہ ذرا تسلی ہو جائے اور سو جائیں۔ امیر المومنین کا اور میرا اللہ ہی کے یہاں فیصلہ ہوگا کہ میری تنگی کی خبر نہیں لیتے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بھلا عمر کو تیرے حال کیا خبر؟ بڑھیا نے کہا وہ ہمارے امیر بنے ہیں اور ہمارے حال کی خبر نہیں اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھے ساتھ لے کر گھر آئے اور بیت المال سے کھجوریں آٹا گھی وغیرہ ایک بوری میں بھریں اور مجھ سے فرمایا کہ میرے اوپر لاددو میں نے بہت اصرار کیا کہ نہیں میں ہی اس کو لے جاؤں گا امیر المومنین نے فرمایا کیا قیامت میں میرا بوجھ بھی تو

اٹھائے گا میں ہی اٹھاؤں گا اسلئے میرے اوپر لاد دے۔ چنانچہ میں نے لاد دیا اس کو لے کر خیمہ کے پاس پہونچے اور چولھا جلا کر پکایا اور بچوں کو کھلایا اسلم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کی گنجان داڑھی سے دھواں نکل رہا تھا اور وہ دھونک دھونک کر کھانا پکار ہے تھے بہر حال جب تیار ہو گیا تو بچوں نے کھایا اور کھیلنے لگے۔ بوڑھی ماں کہنے لگی اسکے حقدار تھے کہ عمر کے بجائے تم خلیفہ بنائے جاؤ۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر پھر واپس آ گئے اور فرمایا کہ میں نے بچوں کو روتے ہوئے دیکھا تھا میرا دل چاہا کہ تھوڑی دیر ان کو ہنستا ہوا بھی دیکھ لوں یہ تھے اپنے وقت کے امیر المومنین جن کے نام سے بڑے بڑے سورماؤں کے پسینے چھوٹ جاتے تھے۔ اور یہ خود اس قدر متواضع اور متفکر رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

نکاح کا اصل مقصد

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، ماؤں اور بہنو! اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہے اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو نمونہ اور اسوہ بنایا ساری امت کے لئے۔ ارشاد ربانی ہے: لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تمہارے لئے رسول ﷺ کی سیرت میں بہتر پیروی ہے صرف مذہب اسلام کی خصوصیت ہے کہ ہر ہر عمل کے لئے ہم کو اسوہ اور نمونہ مل سکتا ہے۔ رحمت عالم ﷺ صرف حکم ہی نہیں فرماتے بلکہ اس کو عمل کر کے اور برت کر دکھاتے تھے چنانچہ ارشاد نبوی ہے: صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز

پڑھتا ہوا دیکھتے ہو۔ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہے اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے بہتر ہوں ۔ یہ ہے فرمان نبوت کے ساتھ عمل نبوت صرف زبانی جمع خرچ پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ اس کو برت کر دکھایا بھی جاتا ہے یہی صورت حال نکاح اور شادی کی بھی ہے حضور علیہ السلام نے ایک نہیں بلکہ کئی کئی نکاح فرمائے اور کس سادگی کے ساتھ فرمائے وہ بھی آج ہمارے سامنے اور قیامت تک انسانوں کے لئے اسوہ اور نمونہ ہے۔ دوسرے مذاہب میں کوئی عملی نمونہ آپ کو مل ہی نہیں سکتا۔

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ نکاح کا اہم مقصد عفت وعصمت و پاکدامنی ہے۔ محض جنسی لذت ہی مقصد نہیں ہے۔ آج کل لوگ مال و دولت کی خاطر عزت وجاہ کی خاطر اور نفسانی خواہش کی تکمیل کیلئے نکاح کرتے ہیں ان کو یہ معلوم نہیں کہ نکاح جس کے رچانے کیلئے اتنی دھوم مچائی جارہی ہے اسکا عظیم ترین مقصد اسلام کی نظر میں نظر کی حفاظت اور شرم گاہ کا تحفظ ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ اے نوجوانوں کے گروہ تم میں جو نکاح کی طاقت رکھتا ہے اس کو نکاح کر لینا چاہئے۔ کیونکہ نکاح آنکھوں کو پست رکھنے اور شرمگاہ کو محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہے۔ (مشکوۃ شریف:۲۶۷)

اس سے معلوم ہوا کہ نکاح عفت وعصمت اور پاکدامنی کا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کاموں میں جلدی کرنے کی وصیت فرمائی ۔ (۱) نماز کا جب وقت آجائے تو اس کے ادا کرنے میں جلدی کرو۔ (۲) جب کوئی آدمی مرجائے تو اس کے کفن دفن میں جلدی کرو۔ (۳) جب بیٹی یا بیٹے کے لئے کوئی مناسب رشتہ مل جائے تو اس کے نکاح کرنے میں جلدی کرو۔ (مسند احمد)

آج دین سے دوری کا یہ حال ہے کہ کئی گھروں میں بچیاں دس دس پندرہ پندرہ سال سے جوان ہو چکی ہوتی ہیں لیکن ان کے والدین ان کا رشتہ نہیں کرتے۔ یقین جانئے کہ وہ اپنے لئے جہنم خرید رہے ہیں۔ ہمارے اکابر ایسے لوگوں کے کنویں سے پانی بھی نہیں پیا کرتے تھے جو گھروں میں بچیوں کو بٹھائے رہتے تھے اور ان کی شادیاں نہیں کرتے تھے۔

یاد رکھئے! جہاں نکاح سستا ہوگا وہاں زنا مہنگا ہوگا اور جہاں نکاح مہنگا ہوگا وہاں زنا سستا ہوگا۔ یہ دین اسلام کا حسن ہے کہ اس نے انسانی ضروریات کو جائز طریقے سے پوری کرنے کیلئے خود ترغیب دی ہے کہ تم اس معاملے میں جلدی کرو۔

دیندار رشتہ آنے پر نکاح نہ کرنا فساد کا باعث ہے

معلوم ہونا چاہئے کہ دیندار رشتہ آنے کے بعد نکاح نہ کرنا اور مال و دولت اور حسن و جمال کا انتظار کرنا اسلام کی نظر میں سخت ناپسندیدہ بات ہے بلکہ حدیث میں اس کو فساد کا باعث بتایا گیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ (جب تمہارے پاس ایسے لوگ نکاح کا پیغام بھیجیں جن کا دین و اخلاق پسندیدہ ہو تو اس سے نکاح کرو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا)۔ (ترمذی کتاب النکاح، حدیث نمبر ۱۰۸۹) اس حدیث کے مطابق نکاح نہ کرنے پر اور مال و دولت کے انتظار میں تاخیر کرنے پر جو فساد اور فتنہ مچا ہوا ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی تمام فتنوں سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسان بلکہ انسانوں کی خصوصیت نہیں جانوروں میں خواہشات پیدا کر دی ہے اور ہر ایک کو ان خواہشات کی تکمیل کی حاجت و ضرورت بھی ہے جانوروں کے کوئی اصول و ضابطہ نہیں وہ احکام شرع کے مکلّف بھی نہیں مگر انسان تو احکام خداوندی کا مکلّف ہے۔ اس کے لئے اصول

وضابطہ ہے وہ اپنی من مانی خواہش کو پوری نہیں کرسکتا۔ اس کے لئے حلال اور پاکیزہ طریقہ شریعت نے مقرر کردیا ہے انہیں طریقوں سے اپنی خواہشات کی تکمیل کرسکتا ہے۔ اور شریعت نے اس میں بھی اس کے لئے ثواب رکھا ہے۔ یہ کتنا بڑا فضل وکرم ہے ہم پر اللہ تعالیٰ کا کہ اس کو بھی باعث ثواب بنادیا۔ نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ جب کوئی اپنی بیوی سے ملتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر بھی اسے ثواب عطا فرماتے ہیں۔ صحابہ کرام نے حیرت واستعجاب سے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ ہم میں ایک شخص اپنی خواہش پوری کرتا ہے کیا اس پر ثواب ملتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر حلال جگہ چھوڑ کر حرام جگہ میں خواہش پوری کرتا تو گناہ ہوتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ضرور گناہ ہوتا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب حرام کو چھوڑ کر حلال طریقہ اختیار کیا تو اس کو ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حلال طریقوں پر عمل کرنے اور حرام چیزوں سے پرہیز کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

کلامِ الٰہی کے ساتھ رسالت کی اہمیت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ.

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! سورہ جمعہ کی آیت ہے جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے وہ وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول بھیجا انہیں میں سے جو ان پر جن کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا اور ان کو کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور بلا شبہ وہ لوگ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ سب سے آخری نبی ہیں اب قیامت تک کوئی نبی ورسول نئی شریعت نئی کتاب لے کر نہیں آئے گا بلکہ شریعت محمدی ہی رہتی دنیا تک کے انسانوں کو ضلالت وگمراہی کے عمیق غاروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لاتی رہے گی۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ عُلَمَآءِ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِی

اسرائیل میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں بہر حال نبی ورسول کے بغیر اللہ کی کتاب کو سمجھا نہیں جاسکتا۔

معلم کے بغیر کتاب کو سمجھا نہیں جاسکتا

''رسالت'' اور ''کتاب'' دونوں اسی ایک خدا کی طرف سے ہیں، دونوں ایک امر ربانی کے اجزاء اور ایک ہی مقصد اور ایک دعوت کی تکمیل کے ذریعے ہیں، وہی اللہ کا علم اور اسکی حکمت رسول ﷺ کے سینے میں بھی ہے اور کتاب کے اوراق میں بھی، جس تعلیم کا لفظی بیان ''کتاب'' ہے اسی کا نمونہ رسول ﷺ کی زندگی ہے۔

انسان کی فطرت کچھ اس طور پر واقع ہوئی ہے کہ وہ مجرد کتابی تعلیم سے کوئی غیر معمولی فائدہ نہیں اٹھا سکتا، اسکو علم کیساتھ ایک انسانی معلم اور رہنما کی بھی حاجت ہے، جو اپنی تعلیم سے اس علم کو دلوں میں بٹھادے اور اسکا مجسمہ بن کر اپنے عمل سے لوگوں میں وہ روح پھونک دے جو اس تعلیم کا حقیقی منشا ہے۔ آپ کو پوری انسانی تاریخ میں ایک مثال بھی ایسی نہ مل سکے گی کہ تنہا کسی کتاب نے انسانی معلم کی ہدایت اور تعلیم کے بغیر کسی قوم کی ذہنیت اور زندگی میں انقلاب پیدا کیا ہو، جن رہنماؤں نے ان قوموں کے افکار واعمال میں زبردست انقلابات پیدا کئے ہیں، اگر وہ خود اپنی تعلیم کے مکمل عملی نمونے بن کر نہ پیدا ہوتے اور صرف انکی تعلیمات اور ان کے اصول کسی کتاب کی شکل میں شائع ہو جاتے تو انسانی فطرت کا کون راز داں یہ دعویٰ کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ کہ محض اس کتاب سے وہی انقلابات رونما ہوتے جو ان رہنماؤں کی عملی تعلیم سے ہوئے۔

دوسری طرف یہ بھی انسانی فطرت ہے کہ وہ انسانی رہنما کے ساتھ اس کی تعلیم کا ایک مستند اور معتبر بیان بھی چاہتی ہے، خواہ وہ کاغذ پر لکھا ہوا ہو یا سینوں میں

محفوظ ہو، رہنما جن اصولوں پر جماعت کے افکار و اعمال اور اخلاق و تمدن کی بناء پر رکھتا ہے وہ اگر اپنی اصلی شکل میں محفوظ نہ رہیں تو رفتہ رفتہ اس کی تعلیم کا نقش دھندلا ہوتا جاتا ہے اور اس نقش کے مٹنے کے ساتھ انفرادی سیرت اور اجتماعی نظم و آئین کی بنیادیں بھی کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں حتی کہ آخر میں اس جماعت کے پاس صرف افسانے ہی افسانے رہ جاتے ہیں جن میں ایک طاقتور نظام تمدن کو سنبھالنے کی قوت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ جن رہنماؤں کی تعلیم محفوظ نہیں رہی، ان کے متبعین گمراہی میں پڑ گئے۔ ان کی بنائی ہوئی امت ہر قسم کے اعتقادی، فکری، عملی، اخلاقی اور تمدنی مفاسد میں مبتلا ہو گئی اور کوئی چیز ان کے پیچھے باقی نہیں رہی، جس سے وہ صحیح اور اصلی اصول اخذ کئے جاسکیں جن پر ابتداء اس امت کی شیرازہ بندی کی گئی تھی۔

فاطر کائنات اپنی مخلوق کی اس فطرت سے واقف تھا، اس لئے اس نے جب نوع بشری کی ہدایت کا ذمہ لیا تو اس کے لئے رسالت اور تنزیل دونوں کا سلسلہ ساتھ ساتھ جاری کیا، ایک طرف بہترین سیرت رکھنے والے انسانوں کو رہنمائی کے منصب پر مقرر کیا اور دوسری طرف اپنا کلام بھی نازل کیا تاکہ یہ دونوں چیزیں انسانی فطرت کے ان دونوں مطالبوں کو پورا کردیں، اگر رہنما کتاب کے بغیر آتے، یا کتابیں رہنماؤں کے بغیر آتیں تو حکمت کا مقصود پورا نہ ہوسکتا۔

رہنما کے بغیر منزل تک نہیں پہونچ سکتے

کتاب کے ساتھ رسول کا ہونا بھی بہت ہی ضروری ہے صرف کتاب کافی نہیں اگر ایسا ہی ہوتا تو نبی و رسول کو مبعوث کرنے کے بجائے آسمانی کتابوں کو پہاڑوں پر رکھ دیا جاتا اور جبرئیل امین علیہ السلام کے ذریعہ اطلاع کرادی جاتی کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اس کو پڑھو اور اس کے مطابق اپنی زندگی گذارو۔ جب تک کوئی رہنما اور

رہبر نہ ہو اس وقت تک انسان کو راہِ ہدایت نہیں مل سکتی بالکل ایسے ہی جیسے میڈیکل اور ڈاکٹری کی بہت ساری کتابیں ہیں لیکن کوئی بھی محض کتابوں کا مطالعہ کر کے ہر گز ڈاکٹر نہیں بن سکتا۔ بلکہ ڈاکٹر بننے کے لئے کسی ماہر تجربہ کار ڈاکٹر کی رہنمائی ضروری ہے پھر اللہ کی کتاب یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی ورسول کی رہبری کے بغیر سمجھ لی جائے، قرآن کریم اور دیگر آسمانی کتابیں اور صحیفے جن کو ہم جانتے ہیں وہ بھی اور جس کو ہم نہیں جانتے ہیں وہ بھی سب کی صحیح اللہ ہی جانتے ہیں اور پھر انبیاء علیہم السلام جن کو ان کتابوں کی تبیین وتشریح اور امت کو صحیح معنی ومفہوم بنانے کا مکلّف بنایا جاتا ہے وہ مراد خداوندی کو سمجھتے ہیں پھر علماء کرام جو نبیوں کے وارث ہوتے ہیں وہ بھی صحیح طور پر مراد خداوندی تک پہونچنے کی کوشش کرتے ہیں اگر صحیح مراد تک نہیں پہونچ سکتے تو بھی ایک ثواب ملتا ہے۔ اور اگر صحیح مراد تک پہونچ جائیں تو ان کو دوہرا ثواب ملتا ہے۔ یہ اللہ کا اعزاز ہے۔ جو علماء کرام کو عطا کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علماء کرام کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

برکت والا نکاح اور شادی

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَآئِکُمْ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

حدیث شریف میں آتا ہے کہ نکاح کرنا سنت ہے اور ایک دوسری حدیث میں جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں اس لئے جب شادی کی عمر کو لڑکی اور لڑکے پہونچ جایں تو ضرور ان کی شادی کر دیا کریں تاکہ اس سنت پر صحیح معنوں میں عمل ہو سکے اور اس کے لئے بہت زیادہ مال خرچ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ نکاح میں کم خرچ کرنا چاہئے ایسے نکاح کو بابرکت قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَةً اَیْسَرُہٗ مَؤُنَةً (مشکوۃ شریف: ۲۶۸) یعنی زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے کہ جس کا خرچ کم سے کم اور ہلکا ہو۔ معلوم ہوا کہ اسلامی نکاح وہ

ہے جس میں اخراجات کم سے کم ہوں نہایت سادگی سے انجام دیا جائے اور جو نکاح ایسا نہ ہو اس میں برکت نہ ہوگی۔ شریعت نے ہمیں حکم دیا کہ تم نکاح کو عام اور سستا کرو تا کہ لوگ آسانی سے نکاح کرسکیں۔ صحابہ کے دور میں تو نکاح کا یہ حال تھا۔ بعض صحابہ نکاح اتنی سادگی سے کرتے تھے کہ حضور ﷺ تک کو خبر نہ ہوتی تھی۔ جیسے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا کہ نکاح کے اگلے دن حضور ﷺ نے ان کے کپڑوں پر خوشبو کا نشان دیکھا تو ان سے پوچھا کہ یہ کیسا نشان ہے۔ تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کل نکاح کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تجھے برکت دے، ولیمہ کر چاہے ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایک خاتون سے نکاح کیا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب النکاح حدیث:۵۰۷۹) یہ حضور ﷺ سے ملتے رہتے تھے لیکن انہوں نے حضور ﷺ کو نکاح میں شرکت کی دعوت نہیں دی اسلئے کہ عہد مبارک میں اس کا عام رواج تھا کہ نکاح کیلئے کوئی خاص اہتمام نہیں کیا جاتا تھا۔ یہ نہیں تھا کہ نکاح ہو رہا ہے تو ایک طوفان برپا ہے اور مہینوں پہلے سے اس کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ پورے خاندان میں اس کی دھوم ہے۔

شریعت نے نکاح کو جتنا آسان کیا تھا ہم نے اس کو اپنی غلط رسموں اور جوڑے جہیز اور بڑی بڑی دعوتوں کے ذریعے اتنا ہی مشکل بنا دیا۔ اس کا نتیجہ دیکھ لیجئے کہ لڑکیاں بغیر نکاح کے گھروں میں بیٹھی ہیں۔ اس لئے کہ جہیز مہیا کرنے کو پیسے نہیں ہیں یا عالی شان تقریب کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ اب ان کاموں کے واسطے پیسے جمع کرنے کے لئے حلال و حرام ایک ہو رہا ہے اور یہ سب رسومات غیر اسلامی ہیں اور جوڑے جہیز کا مطالبہ کر کے لینا چاہے کھلم کھلا بھیک مانگے یا خفیہ طور پر اشارہ وغیرہ کے ذریعہ ڈمانڈ کرے اسی طرح تقاضہ کر کے بڑی دعوت لڑکی

والوں سے لینا یہ سب ناجائز اور حرام ہے۔ لیکن افسوس کہ عام مسلمان بلکہ بعض دیندار بھی اس لعنت سے پرہیز نہیں کرتے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ حلال راستے مشکل ہیں لیکن روپیہ ہو تب جا کر نکاح کر سکے گا۔ دوسری طرف حرام کے راستے چوپٹ کھلے ہیں جب چاہے جس طرح چاہے اپنی خواہش پوری کر لے۔ رات دن ٹی وی چل رہی ہے فلمیں آ رہی ہیں اور اس کے ذریعے نفسانی خواہش اور شہوانی جذبات کو ابھارا جا رہا ہے اگر بازار میں نکلو تو آنکھوں کو پناہ ملنا مشکل ہے اور اس کے نتیجے میں فحاشی عریانی بے غیرتی اور بے حیائی اور بے پردگی کی لعنت مسلط ہو رہی ہے لہٰذا ان رسومات نے ہم کو تباہی و بربادی کے دہانے پر پہونچا دیا ہے۔

دور نبوت میں نکاح بہت آسان تھا

دور نبوت میں شادیاں بڑی آسانی سے ہو جایا کرتی تھیں اس کے لئے لڑکی والوں کو کچھ بھی خرچ کرنے کی ضرورت نہیں تھی ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما ہیں ایک خاتون تشریف لاتی ہیں اور عرض کرتی ہیں یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے کو آپ کو ہبہ کر رہی ہوں قبول فرما لیجئے۔ حضور اکرم ﷺ نے سکوت فرمایا ایک نوجوان صحابی کھڑے ہوئے انہوں نے درخواست کی یا رسول اللہ ﷺ میرا نکاح ان سے کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مہر کی ادائیگی کے لئے مال تمہارے پاس ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے بدن پر جو کپڑے ہیں اس کے سوا کسی چیز کا میں مالک نہیں ہوں یعنی کچھ بھی میرے پاس نہیں ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا جاؤ گھر میں دیکھ لو ہو سکتا ہے کچھ مل جائے۔ چنانچہ تعمیل ارشاد میں گھر گئے مگر گھر میں کچھ رہتا تو ملتا؟ واپس لوٹ کر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں آپ ﷺ نے فرمایا وہ سورتیں اس خاتون کو

سکھادینا اور یہی تمہارا مہر ہے اس طرح بغیر روپئے پیسے کے نکاح ہو جایا کرتا تھا۔ آج بھی سعودی میں نکاح کے لئے کوئی مسئلہ نہیں لڑکی والوں کو کچھ بھی خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہاں لڑکی کے والدین رخصت کرتے وقت کچھ تحفہ کے طور پر دیتے ہیں مگر اس کا شادی سے کوئی تعلق نہیں اور یہ کوئی ضروری بھی نہیں سمجھا جاتا، نکاح تو ایک عبادت ہے۔اس کو عبادت کے طریقہ پر کرنا چاہئے۔حدیث شریف میں آتا ہے جس نے عزت وشہرت حاصل کرنے کی نیت سے شادی کی اس کو ذلت ورسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا اور جس نے مال حاصل کرنے کے ارادے سے شادی کی اس کو فقر وفاقہ اور تنگدستی کے سوا کچھ نہ ملے گا اس لئے شادی کرتے وقت نیت بھی درست ہونی چاہئے تاکہ شادی کرنے کا ثواب بھی ملے۔انبیاء علیہم السلام کی سنت رہی ہے۔اس کو ذہن میں رکھتے ہوئے نکاح کرنا چاہئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

روزہ کے جسمانی اور روحانی فائدے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۔ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات، صدر معلّمہ ماؤں اور بہنو! اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن روزہ بھی ہے روزہ امت محمدیہ کی کوئی خصوصیت نہیں یعنی صرف ہمارے ہی روزہ فرض نہیں کیا گیا بلکہ ہم سے پہلی کی جو امتیں گذر چکی ان پر بھی روزے فرض کئے گئے ۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کہ تم سے پہلے امتوں پر فرض کیا گیا تھا تا کہ تم متقی ہو جاؤ۔

روزے کی تعداد اور اس کی کیفیت کے بارے میں اختلاف تو ہوسکتا ہے لیکن نفس روزہ کی فرضیت کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے یہاں کے ہندوؤں کو دیکھئے وہ بھی روزہ رکھتے ہیں یہ اور بات ہے کہ وہ ہماری طرح روزہ نہیں رکھتے مگر وہ ایک اچھا اور نیک کام سمجھ کر ہی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ روزہ جو فرض قرار دیا ہے اس کے اخروی فوائد جو بھی ہوں مگر روزے دار کی صحت وتندرسی بھی صحیح رہتی ہے۔

● روزہ تقرب الٰہی کا اہم ذریعہ ہے ● تقویٰ حاصل کرنے کا ایک زریں موقع ہے ● خوشحالی اور تنگدستی میں امتیازی فرق محسوس کرنے کا ذریعہ ہے اور خوشحال شخص اسکے ذریعہ بھوک اور پیاس کا اندازہ کرسکتا ہے ● نفس انسانی پر کنٹرول کرنے اور اسے نیک بخت بنانے کا ایک اہم ذریعہ ہے، بلکہ یہ تزکیہ نفس کا اہم حصہ ہے ● انسانی معدہ کو راحت پہنچانے اور اسے مضر اثرات سے روکنے کا ذریعہ ہے، روزہ جسم کی زکوۃ اس کی پاکی وصفائی کا بہترین مظہر ہے ● روزہ سے اسلامی سوسائٹی میں مساوات کا سبق ملتا ہے، اس معاملے میں شاہ وگدا امیر وغریب حکم میں برابر ہیں (۷) اطباء کا اتفاق روزہ ہمیشگی ودائمی مرض سے بچاتا ہے بالخصوص سل (T.B.)، سرطان (Cancer)، جلدی امراض اور معدے کی تمام بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے ● روزہ دار اللہ کی نعمتوں سے صحیح طور پر واقف ہوتا ہے۔ (رمضان کا نایاب تحفہ:۲۶)

روزہ دار روزہ کی حالت میں کن باتوں کا لحاظ رکھے؟

روزہ دار غیبت، جھوٹ، گالی گلوج، لڑائی، جھگڑے اور جہالت کے کاموں سے دور رہے۔ صحیح بخاری میں یہ حدیث منقول ہے کہ ''جس نے غلط بیانی، جھوٹ اور جہالت کا کام نہ چھوڑی تو ایسے شخص کا کھانے پینے کو ترک کرنا اللہ کو منظور نہیں''۔

سحری کھاتے وقت کسی مخصوص و مسنون، دعا کا ثبوت کسی صحیح حدیث میں موجود نہیں ہے البتہ بسم اللہ کے ساتھ سحری کرنا ہی بہتر ہے۔

''سحری کھانے میں برکت ہے اور سحری دیر سے کھانا مستحب ہے'' (بخاری مسلم) اگر سحری کھاتے ہوئے اذان ہو جائے تو کھانا فوراً ترک کرنے کی بجائے جلدی جلدی کھا لینا چاہئے۔ (ابوداؤد) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ سحری اور اذان فجر کے درمیان کتنا وقفہ ہوتا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: پچاس آیات پڑھنے کی بقدر۔ (بخاری، مسلم) یعنی سحری آخری وقت کھانا چاہئے اور یہ وقفہ بقدر پچاس آیات اندازاً دس منٹ ہے۔ (ریاض الصالحین ۲/۱۴۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارے روزوں اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق سحری کھانا ہے۔ (مسلم)

روزہ دار بھول کر کچھ کھا پی لے تو

جی نہیں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص بھول کر کھا پی لے (روزہ کی حالت میں) تو چاہئے کہ وہ اپنا روزہ مکمل کر لے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کھلایا، پلایا ہے۔ (بخاری، مسلم)

حالت سفر میں روزہ رکھنا

حالت سفر میں سحری و افطاری کی سہولت ہو اور مسافر پر شاق نہ گزرے تو ایسے مسافر کا روزہ رکھنا بہتر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حالت سفر میں روزہ رکھتے تھے اور بعض رخصت پر عمل کرتے تھے اور بعد میں قضاء کر لیتے تھے کوئی کسی پر نکیر نہیں کرتا تھا۔ (مسلم) بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف الفاظ میں فرمایا۔ 'یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے جو اس کے لئے بہتر ہے اور جو کوئی روزہ رکھنا چاہے تو رکھے کوئی حرج نہیں ہے''۔ (مسلم)

شریعت نے سہولت بھی دی ہے

اللہ تعالیٰ نے کتنی سہولتیں ہم کو عطا کی ہیں جو بیس گھنٹوں میں صرف پانچ وقت کی نمازیں پڑھنا اور رمضان المبارک کے ایک ماہ روزے رکھنا اگر اللہ نے صاحب وسعت بنایا مال ودولت عطا کی تو سال میں ایک بار مال چالیسواں حصہ غریبوں اور مسکینوں میں خرچ کرنا اور عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا اور اگر ان فرائض کی ادائیگی میں مشکلات پیش آرہی ہیں صحت برابر نہیں سفر میں جارہے مال نہیں ہے تو شریعت کی طرف سے رخصت ہے تکلیف بالاطلاق نہیں ہے یعنی ایسی چیزوں کا مکلّف انسان کو بنایا گیا ہے جو انسان سے نہ ہوسکے اتنی سہولت کے باوجود اگر ہم سستی کریں تو یہ ہماری بدنصیبی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے توفیق عطا فرمائیں۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

معاملات کی درستگی ہی اصل دین ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ و مشفق و مہربان معلمات! دین ایک نظام حیات کا نام ہے یعنی زندگی کے تمام شعبوں کو محیط ہے شریعت مطہرہ نے انسانی زندگی کا کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا ایمانیات، عبادات، معاملات، معاشرت اخلاقیات انکے علاوہ سماجیات سیاسیات ہر ایک گوشہ کو واضح کر کے بتا دیا واقعی جو شخص سچا پکا مسلمان ہے وہ شریعت کے تمام شعبوں پر عمل کر کے زندگی گذاریگا اس وقت مجھے معاملات سے متعلق چند باتیں گوش گذار کرنی ہیں ہم سب کو یہ اچھی طرح معلوم ہونا چاہئے کہ معاملات ہی اصل ہے ایسی ہی دین جب ہمارا صحیح رہے گا تو کبھی اختلاف وانتشار کی نوبت نہیں

رہے گی۔عبادتیں تو بہت سے لوگ کر لیتے ہیں مگر معاملات میں کچے ہوتے ہیں اور معاملات میں صفائی نہ ہونے کی وجہ سے تعلقات بھی کشیدہ ہوجاتے ہیں ہم مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ عبادات تو ٹوٹی ہوئی کر لیتے ہیں مگر معاملات کا نمبر آتا ہے تو غیر ہم سے آتے بڑھ جاتا ہے اور اسکے معاملات ہم سے کہیں بہتر ہوتے ہیں۔

حقوق سے دستبرداری جھگڑوں کو ختم کر دیتا ہے

معاملات کے باب میں تو آپ ﷺ کی کتنی ہی سنہری تعلیمات ایسی ہیں کہ جنہیں سارے معاشرے نے یکسر نظر انداز کر رکھا ہے، مثلاً آپ ﷺ کا فرمان ہے: اَنَا زَعِیْمٌ بِبَیْتٍ فِیْ رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَکَ الْمِرَاءَ وَاِنْ کَانَ مُحِقًّا. "یعنی میں اس شخص کو جنت میں ایک محل کی ضمانت دیتا ہوں جو جھگڑے کو ناپسند کرتے ہوئے اپنے حق سے دست بردار ہوجائے"۔ ہمارے معاشرے میں اس کی کوئی عملی تصویر دیکھنے کو ملتی ہے؟ ہم تو بس ہر حال میں اپنا حق حاصل کرنا ہی جانتے ہیں۔فضیلت کا ایک مقام ومعیار یہ بھی ہے کہ آدمی زندگی میں کبھی کبھی اپنے حق سے دست بردار بھی ہوجائے، محض جھگڑے اور اختلافات کو ناپسند کرتے ہوئے۔آپ ﷺ کی صرف اس ایک تعلیم پر عمل ہوجائے تو نہیں معلوم عدالتوں کو اس سے کتنی راحت مل جائے گی!

حضور ﷺ کے سلسلے میں احادیث میں ایک وصف یہ آیا ہے کہ آپ نے زندگی میں کبھی کسی سائل کو نہیں نہیں فرمایا۔ایک مرتبہ صحابیہ ایک خوب صورت چادر لے کر آئیں اور اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ہدیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ چادر میں نے آپ کیلئے اپنے ہاتھ سے بنی ہے۔آپ ﷺ وہ چادر زیب تن کئے ہوئے تشریف لائے تو صحابہ نے دیکھا کہ آپ اس چادر

میں بڑے خوبصورت لگ رہے تھے، اتنے میں ایک صحابہ نے آگے بڑھ کر وہ چادر آپ سے مانگ لی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ چادر مجھے دے دیجئے آپ ﷺ فوراً گھر کے اندر تشریف لے گئے اور چادر اتاری اور ان صحابی کے حوالے کر دی۔

کیا ہمارے معاشرے میں آج ایسا کوئی عملی نمونہ ہمیں دیکھنے کو ملتا ہے کہ کسی کی داد و دہش کا یہ معیار ہو کہ اس نے کبھی کسی سائل سے نہیں نہیں کہا ہو؟ اور لوگوں کے حق میں ایسی وسعت قلبی کا ثبوت دیا ہو کہ کسی کے پوچھنے اور مانگنے پر اپنی من پسند چیز کو قربان کیا ہو!

تجارت و کاروبار کے معاملے میں آپ ﷺ کا یہ فرمان کس قدر عظیم اخلاق کی تعلیم دے رہا ہے کہ "رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلاً سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرٰى وَاِذَا اقْتَضٰى" (بخاری) "اللہ کی رحمت ہو اس بندے پر جو کوئی بھی چیز بیچتے ہوئے اور خریدتے ہوئے یا پھر کسی سے اپنے حق کا تقاضا کرتے ہوئے فیاضی کا معاملہ کرتا ہے"۔

بیچتے ہوئے فیاضی کا معاملہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مشتری سے تھوڑی سی قیمت وضع کر دے۔ خریدتے ہوئے فیاضی کا مطلب یہ ہے کہ بیچنے والے نے جتنی قیمت بتائی ہے مناسب ہے تو بغیر کم کیے اتنی قیمت یا کبھی اس سے زائد بھی دے دے۔ تجارت و کاروبار کے باب میں صرف آپ ﷺ کی اس ایک تعلیم پر تاجر طبقہ عمل کرنے لگے تو دھوکہ دہی اور غلط بیانی کے سارے راستے مسدود ہو جائیں گے اور اگر خریدار اس پر عمل کرنے لگیں تو بعض بھولے بھالے تاجروں کے استحصال کی تمام تر شکلیں ختم ہو جائیں گی۔ مگر ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم کوئی بھی چیز بیچتے ہوئے بھی اور خریدتے ہوئے بھی بس اپنا فائدہ دیکھتے ہیں، بھلے سے سامنے والے کا نقصان کر کے ہی سہی! (ماہنامہ راہ اعتدال عمر آباد، مئی ۲۰۱۲)

مکمل اسلام میں داخل ہو جاؤ

میں نے جو آیت کریمہ خطبہ میں آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں اے ایمان والو! پورے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو واقعی وہ تو تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے اس آیت کا شان نزول یہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہودیوں کے بہت بڑے عالم حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا چونکہ پہلے یہودی رہ چکے تھے اور اونٹ کا گوشت ان کے یہاں ناپسند کیا جاتا ہے اور وہ لوگ کھاتے نہیں تھے تو اسلام لانے کے بعد وہ اونٹ کے گوشت سے کراہیت محسوس کرتے تھے اسی موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ سچا پکا مومن وہی ہے جو اسلام کے سارے احکام پر عمل کرے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

مدینہ میں مسلمانوں کی غربت اور

حضور ﷺ کی شفقت و محبت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

سامعین باوقار صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتنا بڑا احسان کیا کہ حضور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں پیدا فرمایا جو سارے نبیوں کے سردار اور اللہ تعالیٰ کے سب سے محبوب اور چہیتے ہیں ایک قدسی ہے جو الفاظ کے اعتبار سے تو موضوع ہے مگر معنی کے لحاظ سے صحیح اور فضائل میں ایسی حدیثیں مغیر ہو جاتی ہیں اس لئے عرض کئے دیتی ہوں کہ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَالْاَرْضِیْنَ۔ اے نبی اگر آپ کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں آسمانوں اور زمینوں کو بھی پیدا نہ کرتا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ساری دنیا کا وجود آپ ہی کے صدقہ طفیل ہے۔

حضور علیہ السلام نے ہر حال میں صبر وشکر کا دامن پکڑا

نبی کریم ﷺ زندگی میں بہت سارے نشیب وفراز سے گزرتے، یتیمی ویسیری، فقر وفاقہ، خوف والم کا پرفتن دور، کفر وظلمات کے بحر بیکراں اور اپنوں اور غیروں کی طرف سے مختلف آزمائشیں وغیرہ، مگر کسی حال میں صبر وشکر کا دامن نہ چھوڑا۔ دنیا والوں سے شکوہ شکایت کی بجائے اللہ ہی سے لو لگا کر اسی کے بندے ہو کر رہے۔ ذیل میں وہ احادیث پیش کی جا رہی ہیں جن میں آپ ﷺ کی نجی زندگی کے یادگار دن پوشیدہ ہیں اور وہ دن بھی امت کے لئے نمونہ ہیں:

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا روٹی کا ایک ٹکڑا لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آئیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے فاطمہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک روٹی بنائی تھی۔ جب تک ٹکڑا آپ کے پاس لے کر نہیں آئی مجھے قرار نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تین دن میں پہلا کھانا ہے جو تمہارے باپ کے منہ میں جا رہا ہے۔ (اسنادہ حسن، اخرجہ الاصبہانی فی اخلاق النبی ﷺ: ۴/۲۴۴، رقم الحدیث: ۸۳۲)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان سات آدمیوں میں سے ساتواں پایا (جنہوں نے اسلام سب سے پہلے قبول کیا تھا) اس وقت ہمارے پاس کھانے کے لئے یہی کیکرے کے پھل یا پتے ہوتے، ان کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ یہ کھاتے کھاتے ہم لوگوں کی اجابت بھی بکری کی مینگنیوں کی طرح ہو گئی تھی۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے تین دن مسلسل کبھی آسودہ ہوکر کھانا نہیں کھایا، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔

(صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۴۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ سخت بھوک لگی، میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور قرآن کی آیتیں سنانے کی خواہش ظاہر کی، وہ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور میرے لئے دروازہ کھولا، میں تھوڑی دور چلا تھا کہ اپنے منہ کے بل بھوک کی وجہ سے گر پڑا، دیکھا تو میرے سر کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے کھڑا کیا، اور آپ نے میری حالت پہچان لی۔ چنانچہ مجھے اپنے گھر لے گئے اور ایک پیالہ دودھ پینے کا حکم دیا میں نے اس میں سے پی لیا۔ پھر فرمایا: اور پیو اے ابوہریرہ! میں نے دوبارہ پیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: اور پی لو! چنانچہ میں نے پی لیا، یہاں تک کہ میرا پیٹ پیالہ کی طرح ہوگیا۔ پھر میں عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے اپنی حالت بیان کی اور میں نے کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! اللہ نے اس کام کا اسے مالک بنادیا جو اس کا زیادہ مستحق تھا۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بھوک کی تکلیف دور کی، بخدا میں نے تم سے آیت پڑھنے کو کہا تھا، حالاں کہ میں تم سے زیادہ آیتوں کا پڑھنے والا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں (سمجھا نہیں تھا، ورنہ) بخدا تمہیں اپنے گھر میں داخل کرنا (یعنی مہمان بنانا) مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میرے پاس سرخ اونٹ ہوں۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر: ۳۴۶)

یہ آپ علیہ السلام کا معجزہ تھا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کم زور آواز سنی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ آپ

بھوکے ہیں، تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں، اپنے دوپٹہ کے ایک حصہ میں لپیٹا، پھر میرے کپڑے کے نیچے چھپا کر مجھ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ میں وہ روٹی لے کر گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ مسجد میں ہیں اور آپ کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں۔ میں ان کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ مجھ سے آپ ﷺ نے پوچھا: تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: چلو اور یہ کہہ کر آپ روانہ ہوئے اور میں بھی روانہ ہوا، اور آگے چلا، یہاں تک کہ میں ابوطلحہ کے پاس آیا تو ابوطلحہ نے کہا: اے ام سلیم! رسول اللہ ﷺ اور لوگوں کو بھی لے آئے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں کہ ان سب کو کھلائیں، ام سلیم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ ابوطلحہ آگے بڑھے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلیم! تیرے پاس جو کچھ ہے لے آ۔ ام سلیم وہ روٹیاں لے آئیں۔ آپ ﷺ نے ان روٹیوں کے توڑنے کا حکم دیا اور ام سلیم نے گھی ڈال کر اس کو ملیدہ بنایا۔ پھر اس پر رسول اللہ ﷺ نے پڑھا جو اللہ نے چاہا۔ پھر فرمایا: دس آدمیوں کو بلاؤ۔ انہیں آنے کی اجازت دی گئی، ان لوگوں نے کھایا، یہاں تک کہ آسودہ ہو گئے۔ جب وہ باہر چلے گئے تو فرمایا دس آدمیوں کو اور آنے کی اجازت دو۔ وہ لوگ بلائے گئے تو انہوں نے بھی آسودہ سیر ہو کر کھایا۔ جب یہ لوگ باہر نکلے تو پھر فرمایا کہ اور دس آدمیوں کو بلاؤ، وہ لوگ اندر آئے اور خوب سیر ہو کھایا۔ جب یہ لوگ بھی باہر چلے گئے تو مزید دس آدمیوں کو بلانے کا حکم دیا تمام لوگوں نے کھایا اور آسودہ ہو کر کھایا اور ہم کل اسّی آدمی تھے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۳۵۲)

ہمارے پیغمبر ﷺ کو اللہ رب العزت نے ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ اے

نبی ﷺ ہم نے آپ کو سارے جہاں والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اسی لئے تو جب طائف والوں کے لئے بددعا کرنے کی درخواست کی گئی تو آپ علیہ السلام نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لاَ یَعْلَمُوْنَ. اے اللہ میری قوم کو ہدایت فرما یہ مجھے جانتی نہیں ہمیں یہی دعا کرنی چاہیے۔ کہ یا اللہ خاتمہ بالخیر نصیب فرما اور آنحضرت ﷺ کی شفاعت نصیب فرما۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

مخلص افراد ہی صالح معاشرہ کی بنیاد ہیں

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

سامعین باوقار ماؤں اور بہنو! میں نے جو آیت کریمہ آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو حکم دے رہے ہیں کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو! ایک دوسرے موقع پر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا اے ایمان والو! ایمان لے آؤ یعنی صحیح معنوں میں سچے اور پکے مسلمان بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اخلاص کے قدرداں ہیں اور جس آدمی کے اندر اخلاص وللّٰہیت ہوگی وہی دوسروں کی فکر کرے گا اسی کے ذریعہ معاشرے میں اصلاح ودرستگی پیدا ہوسکتی

ہے قوموں کی گمراہیاں ہدایت میں تبدیل ہوسکتی ہیں صحابہ کرام کا اخلاص اور خوف خدا ہی تھا کہ علاقہ کی ہدایت ورہنمائی کا ذریعہ بنے ایک ایک صحابی ہزاروں کے لئے کافی ہوا کرتا تھا ایسا نہیں کہ ان کے پاس روپے پیسے تھے یا ہر طرح کی سہولیات میسر تھیں بلکہ ان کے اندر کا اخلاص کارفرما تھا آج بھی اسی اخلاص کی ضرورت ہے تاکہ قوم مسلم جو سخت پیاس ہے اس کی اصلاح ہوسکے آج معاشرے میں نیک اور صالح لوگوں کی قلت ہے لوگ پریشان ہیں ان کی صحیح رہنمائی کرنے والا کوئی نہیں ہے۔

عمل صالح معاشرے کا ذریعہ

عمل صالح جماعتوں اور نیک کردار معاشروں کی نہ صرف تشکیل کی ضمانت ہے، بلکہ وہ گارا اور اینٹ ہے جس سے شان دار عمارتوں کی تعمیر ہوتی ہے اور اس کی مضبوطی اور پائیداری ایسی بے مثال ہوتی ہے کہ مخلص دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی ان کے کارنامے اور خدمات آثار قدیمہ کے طور پر دنیا میں باقی رہ جاتے ہیں اور آئندہ نسلوں کے لئے اخلاص کا نمونہ چھوڑ جاتے ہیں، جس میں اپنی زندگیوں کے خط وخال سنوارتے ہیں۔ پھر دین وملت اور قوم وملک کیلئے رضا اور خوشنودی الٰہی کے طلب گار اور گرویدہ ہوجاتے ہیں۔

سورہ الصّٰفّٰت میں مختلف اولوالعزم پیغمبروں کے تذکرے کے بعد یہ فرمایا گیا: اِلَّا عِبَادَاللهِ الْمُخْلَصِیْنَ ۔یعنی جو افراد اور معاشرے گندگیوں میں مبتلا ہیں ان سے ہمارے مخلص بندے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اسکی مدد سے یکسر بچائے گئے ہیں۔

سب جانتے ہیں کہ عہد نبوت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جو صالح جماعت تشکیل پائی تھی، من جملہ ایمانی خصوصیات وکیفیات سے متصف تھی، خصوصاً ان کے اخلاص وعمل نے ان کو ایسا سرشار کردیا تھا کہ وہ سرزمین حجاز کی بدویانہ زندگی سے ایسے

متمدن ہوئے کہ تہذیب و تمدن سے بچھڑی ہوئی قومیں ان کے رنگ میں ایسے رنگ گئیں کہ ان کو جینے اور مرنے کا سلیقہ آ گیا۔ اس کے برخلاف عہد نبوت کا منافق اور ریا کار معاشرہ انسانیت کے لئے ناسور بن گیا تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مابین ہوتے ہوئے بھی ان کو کافرین، فاسقین وغیرہ کے القاب سے قرآن کریم نے یاد کیا۔

صالح معاشرے کے لئے نسخہ کیمیا

آج بھی صالح اور نیک معاشرے کے قیام کے لئے کوششیں ہوتی ہیں، جماعتیں بنتی ہیں، انجمنیں قائم ہوتی ہیں، پروگرام طے پاتے ہیں اور پھر ان پر محنتیں صرف ہوتی ہیں، لیکن خاطر خواہ نتیجہ ظاہر نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جماعتی کردار نہیں ہے اور اگر جماعتی کردار ہے بھی تو اس میں روح اخلاص مفقود ہوتا ہے۔ پھر ساری جد و جہد اور محنت و کوشش کولہو کے بیل کی طرح ہے جو گھومتا رہتا ہے، لیکن اس کی روش ایک دائرے کی شکل میں محدود ہو کر رہ جاتی ہے۔ یہی بات تھی کہ امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: لَنْ يَّصْلُحَ آخِرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا بِمَا صَلَحَ بِهَا اَوَّلِهَا. اس نسخے سے امت مسلمہ کا آخری طبقہ صالحیت و صلاحیت سے ہمکنار ہو سکتا ہے جس نسخے سے سرخیل امت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمکنار ہوئے تھے۔ اس جماعت کو سورۂ حجرات میں اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ''یہی ہدایت یافتہ ہیں'' کہا گیا۔ افسوس کہ آج افراد و جماعات نے اخلاص کی دولت کھو دی اور اللہ تعالیٰ نے ثریا سے انہیں زمیں پر دے مارا۔

اے باد صبا! کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا
قبضے سے امت بے چاری کے دیں بھی گیا دنیا بھی گئی

(ماہنامہ راہ اعتدال عمر آباد، مئی ۲۰۱۲ء)

ہم نے نبی کے اسوہ کو نہیں اپنایا صحابہ کرام کے طور وطریق کو اختیار نہیں کیا۔ قرآن تو پکار کر کہہ رہا ہے کہ تمہیں سر بلند ہو گے بشرطیکہ مومن کامل بن کر رہو۔ حضور علیہ السلام کی ایک ایک سنت پر عمل کیا جائے۔ معاملات، معاشرت اور اخلاقیات کو درست کیا جائے اسلام نے تو اہم تعلیم دی ہے۔ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ۔ حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں کیا ہم اس حدیث پر عمل کر رہے ہیں پڑوسیوں کے تعلق سے ہم کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جو شخص آسودہ ہو کر سوئے اور اس کا پڑوسی اس کے بازو میں بھوکا سوئے وہ ہم میں سے نہیں، کتنی پیاری تعلیم ہے اسلام کی اگر واقعی ہم ان تعلیمات نبوی پر صحیح معنوں میں عمل کرنے والے بن جائیں تو معاشرے میں امن وامان اور پیار ومحبت کا ڈنکا بجنے لگے گا اختلاف وانتشار کافور ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرام کی عمل کردہ زندگیوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

علم دین کی فضیلت اور اہمیت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

سامعین عظام عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

میری تقریر کا موضوع ہے ’’علم دین کی فضیلت اور اہمیت‘‘ اسی تعلق سے چند باتیں آپ کے سامنے عرض کرتی ہوں میں نے قرآن کریم کی جو آیت پڑھی ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہوسکتے ہیں یعنی یہ دونوں کبھی برابر نہیں ہوسکتے بلکہ پڑھے لکھے لوگوں کا مقام و مرتبہ بہت بڑا ہے مذہب اسلام نے تعلیم و تعلم پر خاص توجہ دی ہے۔ قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت جو غار حرا میں نازل ہوئی اس میں قراءت اور پڑھائی کا ذکر موجود ہے۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا علم دین کی

فضیلت واہمیت ہی کی وجہ سے ہمارے اکابر واسلاف نے علم دین کے حصول میں وہ کوششیں کی ہیں جن کا آج ہم تصور بھی نہیں کر سکتے ایک ایک حدیث کو حاصل کرنے کے لئے سینکڑوں کا میلوں کا پیدل سفر کیا کرتے تھے ان کی زندگی کا مقصد ہی حصول علم اور اشاعت اسلام تھا انہیں بزرگوں کی قربانیوں اور محنتوں کا نتیجہ ہے کہ آج دین صحیح سالم ہم تک موجود ہے۔ علم دین کی فضیلتیں حدیث میں وارد ہوئی ہیں ان میں سے چند حدیثیں بھی بیان کرتی ہوں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ (بخاری) ومسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ے فرمایا: رشک کے قابل صرف دو آدمی ہیں، ایک وہ آدمی جس کو اللہ نے مال دیا، پھر اسے حق کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق بھی دی اور دوسرا وہ آدمی جس کو اللہ نے دانائی سے نوازا، پس وہ اسکے ساتھ (لوگوں سے معاملات کے) فیصلے کرتا اور دوسروں کو بھی سکھاتا ہے۔ (بخاری ومسلم) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'جو علم (دین) کی تلاش کے لئے کسی راستے پر چلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے'۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 'جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، مگر تین چیزوں کا ثواب اسے ملتا رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ، یا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے، یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعائے خیر کرتی رہے'۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: 'دنیا ملعون ہے اور جو کچھ سامان اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے، سوائے اللہ تعالیٰ

کے ذکر اور اس کے متعلقات کے اور عالم یا متعلم کے۔ (ترمذی) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’جو شخص علم کی جستجو میں نکلتا ہے تو وہ لوٹنے تک اللہ کی راہ میں (شمار) ہوگا‘۔ (ترمذی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’عابد پر عالم کی فضیلت ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ایک ادنیٰ آدمی پر۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’بے شک اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے اور آسمان وزمین کی مخلوق حتی کہ چیونٹی اپنے بل میں اور مچھلی تک (پانی میں) لوگوں کو بھلائی سکھلانے والوں پر (اپنے اپنے انداز میں) رحمت بھیجتی اور دعائیں کرتی ہیں‘۔ (ترمذی)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ’جو شخص ایسے راستے پر چلے جس میں وہ (دین کا) علم تلاش کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس عمل سے خوش ہوکر آسان کر دیتا ہے اور فرشتے طالب علم کے لئے اس کے اس عمل سے خوش ہوکر اپنے پر رکھ دیتے ہیں اور عالم کے لئے آسمان وزمین کی ہر مخلوق، حتی کہ مچھلیاں پانی میں مغفرت کی دعاء کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے چاند کو سارے ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔ اور علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء نے اپنے ورثے میں دینار اور درہم نہیں چھوڑے، وہ تو (دین کا) علم ہی ورثے میں چھوڑ کر جاتے ہیں، پس جس نے وہ علم حاصل کیا، اس نے (شرف وفضل کا) ایک بڑا حصہ حاصل کرلیا‘۔ (ابوداؤد، ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’جس سے علم دین کی کوئی بات پوچھی جائے، پھر وہ اسے چھپائے تو قیامت والے دن اس کو آگ کی لگام دی جائے گی‘۔ (ابوداؤد، ترمذی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’جو شخص وہ علم جس سے اللہ کی رضامندی طلب کی جاتی

ہے اس لئے حاصل کرے تا کہ اس کے ذریعہ سے دنیا کا ساز وسامان حاصل کیا جائے تو وہ قیامت کے روز جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا'۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ علم اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے لوگوں کے سینوں سے کھینچ لے،لیکن وہ علم کو علماء کی وفات کے ذریعے سے اٹھائے گا یہاں تک کہ جب وہ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے ،پس ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے اور (یوں) خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ (بخاری ومسلم)

اولاد کے تعلق سے والدین سے باز پرس ہوگی

رفتہ رفتہ علم ہم سے رخصت ہورہا ہے علمائے اکابر ہمارے درمیان سے اٹھتے جارہے ہیں ان کی جگہ لینے والے دوسرے پیدانہیں ہورہے ہیں اور جس طرح ہمارے اکابر اسلاف نے حصول علم کے لئے محنتیں اور کوششیں تھیں اور علم دین کی یہ عظیم الشان امانت ہم تک پہونچائے تھے ہم نے اس کی قدر نہ کی اور مسلم بچے جن کو علم دین حاصل کرنا تھا اور لوگوں تک علم دین کو پہونچانا تھا آج وہ اسکولس وکالجس میں پڑھ رہے ہیں جہاں کی تہذیب وتمدن اور معاشرت غیر اسلامی ہے کل قیامت میں والدین سے باز پرس ہوگی کہ اپنی اولاد کو علم دین سکھایا تھا کہ نہیں اس وقت کیا جواب دیں گے اس لئے اپنے بچوں کو علم دین سیکھنے کیلئے تیار کریں اور عالم وفاضل بنائیں تا کہ کل کے دن یہ ہمارے کام آویں حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اسکا عمل بھی منقطع ہوجاتا ہے البتہ تین شخص ایسے ہیں کہ انکا عمل منقطع نہیں ہوتا ایک وہ شخص جس نے کوئی صدقہ جاریہ کرتا ہو مثلاً کوئی نہر کھود

وائی، مسجد و مدرسہ بنوایا یا علم دین سکھا دیا یا کوئی کتابیں ہی لکھ دیا اور تیسرے نمبر والد صالح جو اپنے والدین کیلئے دعائیں کرے اگر تین میں کوئی کام کر گیا یا ہفتوں کام کر گیا ہے تو مرنے کے بعد بھی اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

دنیا سے بے رغبتی

آخرت میں سب سے زیادہ کام آئے گی

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا. وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ معلّمہ مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں لوگوں کے لئے مرغوب چیزوں کی محبت مزین کردی گئی عورتیں بیٹے اور سونے چاندی کے خزانے اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور چوپائے اور کھیتیاں یہ سب دنیوی زندگی کے ساز وسامان ہیں اور اللہ ہی کے پاس بہتر ٹھکانہ ہے دنیا تو ابتلاء وآزمائش کا گھر ہے اللہ تعالیٰ انسانوں کو بالخصوص مومن بندوں کو مختلف طریقوں سے

آزماتے ہیں کبھی مال دے کر کبھی فقر وفاقہ میں کبھی بیماری انسان ان تمام حالتوں میں صبر وشکر سے کام لینا چاہئے اور کوشش یہ کرنی چاہئے کہ دنیا سے تعلق نہ ہو بلکہ بے تعلقی کے ساتھ زندگی گذارے۔

عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے زیادہ نماز پڑھتے ہو۔ روزہ رکھتے ہو، زیادہ جہاد کرتے ہو، لیکن وہ تم سے بہتر تھے، لوگوں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن ایسا کیوں؟ انہوں نے کہا وہ تم سے زیادہ دنیا سے بے رغبتی برتنے والے تھے اور تم سے زیادہ آخرت کی رغبت رکھنے والے تھے۔ (رواہ ابوداؤد فی الزہد)

ابوواقد لیثی کہتے ہیں کہ ہم نے اعمال کو ٹٹولا تو دنیا سے بے رغبتی سے بڑھ کر کوئی چیز طلب آخرت کے لئے کارگر نہیں پائی۔ (رواہ ابوداؤد فی الزہد)

ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ مجھ سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اے ربیع تم زہد کو لازم پکڑو اس لئے کہ زہد، زاہد کے لئے اس سے زیادہ خوبصورت ہے جتنا کہ زیور کسی جوان عورت کے جسم پر ہوتا ہے۔ (ابونعیم فی الحلیۃ) حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی، پھر آپ تیزی سے نکلے، آپ سے پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا بات ہے کہ آپ مسجد سے تیزی سے نکلے، آپ نے فرمایا میرے پاس سونے کا ایک ڈلا تھا، میں نے یہ ناپسند کیا کہ وہ میرے پاس رات بھر رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری فی الزکوۃ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ دنیا میں بہت مال ودولت رکھتے ہیں آخرت میں وہی بہت کم مال والے ہوں گے سوائے اس شخص کے جو اپنا مال اس طرح اور اس طرح خرچ کرے ابومعاویہ (راوی) نے اپنے ہاتھ سے دائیں بائیں اشارہ کیا۔ (مسلم فی الزہد وبخاری فی الرقائق)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا روٹی کا ایک ٹکڑے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں، آپ نے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں ایک روٹی بنائی تھی جب تک ٹکڑا آپ کے پاس لے نہیں آئی مجھے قرار نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تین دن میں پہلا کھانا ہے جو تمہارے باپ کے منہ میں جا رہا ہے۔ (اسنادہ حسن اخرجہ الشیخ فی اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۹۸)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فاقہ

سماک بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت نعمان بن بشیر کو کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیٹ بھر روٹی کھجور بھی میسر نہیں تھی اور لوگوں کی حالت یہ ہے کہ اگر انواع واقسام کی کھجوریں، مکھن اور کپڑے میسر نہ ہوں تو وہ خوش نہیں رہتے۔

(رواہ مسلم فی الزہد)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی وفات تک کبھی تین رات مسلسل گیہوں کی روٹی پیٹ بھر نہیں کھائی۔ (بخاری فی الرقائق، مسلم فی الزہد)

ہم دنیا کے طرف راغب ہو رہے ہیں

آج غریب سے غریب انسان بھی دو وقت کا کھانا تو کھا ہی لیتا ہے اور گذر بسر کے لئے کچھ روپئے پیسے تو ہوتے ہی ہیں مگر سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال نہ تھا وہاں تو کئی کئی دن تک چولہے نہیں جلتے تھے پانی اور کھجور پر گذر کیا جاتا آج کل تو عمدہ سے عمدہ غذائیں کھائی جا رہی ہیں جس کا اسوقت تصور اور وہم وگمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی شکر گذاری کی توفیق

نہیں ہوتی بس اچھا کھانے اچھا پہننے عمدہ بنگلے اور زندگی کے سارے اسباب و رسائل اکٹھا کرنے کی ہی فکر لگی رہتی ہیں جب کہ مومن کے لئے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت سے رغبت پیدا کرنا چاہیے۔حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنْ وَجَنَّةُ الْکَافِرِ دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمارا اصل ٹھکانہ دنیا نہیں بلکہ آخرت ہے اس لئے آخرت کی فکر کرنی چاہئے اور دنیا سے روار رہنا چاہیے جنہوں نے اپنی آخرت کو سنوار لیا انہیں کے لئے کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا سے لاتعلق اور آخرت سے تعلق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

جہیز کی لعنت معاشرہ کا کینسر ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیکُم وَرَحمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَامُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات، ماؤں اور بہنو!

اسلام نے عورتوں پر بڑے احسانات کئے ہیں ان کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں لاکھڑا کیا اور جس طرح مردوں کے لئے حقوق متعین کئے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی حقوق بیان کئے۔ اسلام سے قبل عورتوں کے لئے کوئی حق نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ اس کی حیثیت ایک جانور کے مثل تھی مگر افسوس کہ آج عورتوں کو اسی دور جاہلیت کی طرف لوٹایا جارہا ہے۔

پیام عرفات کے کالم میں جناب شبیر الدین لکھنوی لکھتے ہیں کہ اسلام صرف کچھ عبادتوں کا نام نہیں، بلکہ وہ ایک مکمل نظام حیات ہے، جو زندگی کے تمام گوشوں کی رہنمائی کرتا ہے، جس میں افراط ہے نہ تفریط، اسلام اپنے معاشرے میں کسی دکھیارے کو نہیں دیکھنا چاہتا جس کی درد بھری آہوں سے پورا سماج لرز اٹھے، اسلام سراپا انصاف اور درمیانی چال سے عبارت ہے، انہیں احکام و مسائل میں سے ایک اہم عنوان نکاح اور جہیز کا ہے۔

جہیز کی لعنت معاشرہ کا وہ کینسر ہے جو آہستہ آہستہ پورے ہندوستانی سماج کی جڑوں کو متاثر کرتا چلا جارہا ہے۔

میرے دوستوں! امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر کاربند رہنا مسلمانوں کے ایک ایک فرد پر لازم ہے۔ بھلائی کی طرف حکم دینے اور برائیوں سے روکنے کی اسلام میں بہت بڑی اہمیت ہے معاشرہ اور سماج میں برائیاں دیکھ کر اور ظلم وستم تباہ کاری اور اسلام کے خلاف طرز عمل کو برداشت کر لینا پورے سماج پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے قہر وغضب کو دعوت دینا ہے۔

جہیز کی تباہ کاریاں اتنی زیادہ ہیں کہ ان پر لکھنے کے لئے دفتروں کے دفتر بھی ناکافی ہیں۔ اب تو حالات ایسے خوفناک رخ اختیار کر چکے ہیں کہ جہیز کے مطالبوں سے تنگ آکر غریب ماں باپ کی قابل سے قابل بیٹیاں اپنے مستقبل سے مایوس ہو کر زہر کھا کر خودکشی کرنے یا اپنے گلے میں پھانسی کا پھندہ ڈال کر مر جانے یا اپنے آپ کو آگ میں جلا ڈالنے پر آمادہ ہو رہی ہیں۔ بعض شہروں میں تین چار بہنوں کی اجتماعی خودکشی کرنے کی رونگٹے کھڑے کر دینے والی خبروں نے ملک کے بعض امیر اور اہل دل افراد کو چونکا کر رکھ دیا۔

راجیہ سبھا کی رپورٹ

راجیہ سبھا میں دی گئی رپورٹ کے مطابق ۱۹۷۷ء، ۱۹۷۸ء، ۱۹۷۹ء میں بیویوں کو زندہ جلانے کے (۲۸۷۹) واقعات پیش آئے ان کے علاوہ ۱۶۱ دلہنوں نے خودکشی کرلی۔ ۱۹۸۵ء میں (۸۷۳) ۱۹۸۶ء میں (۱۳۱۹) ۱۹۸۷ء میں (۱۹۱۲) ۱۹۸۸ء میں (۲۲۰۹) ۱۹۸۹ء میں (۴۰۰۰) ۱۹۹۰ء میں (۵۱۸۷) ۱۹۹۳ء میں (۱۹۵۲) ۱۹۹۴ء میں (۴۸۵۰) عورتوں کو جہیز کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ یکم اگست بی بی سی لندن کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۸۸ء تا ۱۹۹۰ء میں ۱۱۰۰۰ سے زیادہ اموات ہوئیں۔ ۱۹۹۴ء میں ۱۸ جہیزی اموات روزانہ ہوئیں۔

جرائم ریکارڈ بیورو کے مطابق ۱۹۹۷ء میں تمام ملک میں ۶۰۰۶ جہیزی اموات واقع ہوئی ہیں۔ سب سے زیادہ جہیزی اموات یوپی میں ہوئیں جہاں ۸۶ ۷ عورتوں کو جہیز کے لئے مار دیا گیا یا انہوں نے جہیز کے جھگڑوں سے تنگ آکر خودکشی کرلی۔ یوپی کے بعد بہار میں ۶۱ ۷، مدھیہ پردیش میں ۵۵۰، آندھرا پردیش میں ۵۲۰، مہاراشٹر میں ۴۲۰، اور راجستھان میں ۳۵۶ جہیزی اموات رکارڈ کی گئیں۔ تمل ناڈو میں ۱۸۳ جہیزی اموات کا اندراج کیا گیا۔ کرناٹک میں ۹۵، کیرالہ میں ۲۵، پانڈیچری میں اس قسم کی موت کی تعداد صرف ۲ تھی۔

حالیہ رپورٹ کے مطابق: سالانہ ۷۰۰۰ اموات درج پائی جاتی ہیں، جب کہ این سی آر بی کا کہنا ہے کہ یہ رپورٹ آدھی ہے یعنی تقریباً ۱۴۰۰۰ سالانہ جہیز کی وجہ سے اموات ہورہی ہیں۔ جس رفتار سے ہمارا ملک ترقی راہ میں گامزن ہے اسی طرح جہیز کی اموات میں سالانہ ۳۸ فی صد کا اضافہ ہو رہا ہے۔ بنگلور کے سٹی ہاسپٹل میں روزانہ ۵ سے ۷ ایسی عورتوں کو بھرتی کردیا جاتا ہے جو جہیز کی وجہ سے جلادی جاتی ہیں۔

جب ہم پورے ملک پر عمومی نظر ڈالتے ہیں تو ایک خطرناک اور دل خراش رپورٹ ہمارے سامنے آتی ہے۔ امریکہ کی طرح بھارت میں بھی منٹ اور گھنٹہ کے تناسب سے جرائم ہورہے ہیں۔ مثلاً ہر ۱۵ منٹ پر ایک عورت جہیز کی خاطر ماردی جاتی ہے اور جب والدین کی رنجور نگاہیں اپنی لخت جگر اور تسکین روح کی مردہ لاشوں پر پڑتی ہیں تو جگر شق ہوجاتا ہے اور بے اختیار زبان حال سے نکل پڑتا ہے۔

اب یاد آیا اے یاران جاں اس نامرادی میں
کفن دینا تجھے ہم بھولے تھے سامان شادی میں

جہیز کی وجہ سے لڑکیوں کی شادی وقت پر نہیں ہو پاتی ہیں لہٰذا لڑکیاں خود ہی فحاشی اور عریانیت میں مبتلا ہوجاتی ہیں اور غلط طریقہ سے اپنی خواہشات کی تکمیل کرنے پر مجبور ہوجاتی ہیں۔ اور کبھی شریف گھرانے کی لڑکیاں بھی کسی کے ساتھ بھاگ جاتی ہیں اور اپنے گھرانے کی عزت وقار کو خاک میں ملادیتی ہیں۔ کچھ لڑکیاں جسم فروشی کا پیشہ اختیار کرلیتی ہیں اور اس طرح سے جسم فروش عورتوں کی تعداد ملک میں ۲۵ لاکھ اور ان کے بچوں کی تعداد ۵۳ لاکھ ہے۔ بہت ساری لڑکیاں اپنی شادی کے لئے نوکریاں کرتی ہیں جس کے نتیجہ میں انہیں ٹیمپو اور بسوں میں دھکہ کھانے اور آفیسر کی جھڑکیاں سننی پڑتی ہیں وہ گھر کی زینت بننے کے بجائے آفس کی زینت بنتی ہیں اور گھر کے باہر قدم رکھنے کی وجہ سے چھیڑ خانی، اغوا، زنا بالجبر اور جنسی بے حرمتی کا شکار ہورہی ہیں۔ اگر جہیز کے خاتمہ اور شادی کی جملہ کارروائی کو آسان سے آسان تر بنانے کی حتی الامکان کوشش نہیں کی گئی تو جسم فروشی کے پیشہ میں داخل ہونے والی لڑکیوں کی تعداد میں بے حد اضافہ ہوگا۔ حالانکہ ہر سال ۲۶ ہزار لڑکیوں کا جسم فروشی میں داخل ہونا پاکیزہ معاشرہ میں سانس لینے والوں کے لئے ایک سوالیہ نشان ہے اور ہندوستانی سماج کے چہرے پر ایک بدنما دھبہ ہے۔

زنا معاشرہ کے لئے ناسور ہے

زنا ایسی خطرناک بدی ہے کہ جو پورے معاشرے کو برباد کر کے رکھدیتی ہے جس خاندان وقبیلہ کے اندر یہ برائی داخل ہوگئی اس خاندان میں عفت و پاکدامنی کا جنازہ نکل گیا مگر حیرت وافسوس کی بات ہے کہ اس طرح کی نازیبا اور غیر مناسب حرکتوں کو برداشت کیا جاتا ہے اور اس کے سدباب کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا جاتا دور نبوت میں اور بعد کے ادوار میں بھی شادیاں بڑی آسان تھیں زنا بہت مشکل کام تھا آج اسلامی اصول وضابطہ کو توڑنے کی وجہ سے شادی مشکل اور زنا آسان ہوگیا۔

برکت والا نکاح

حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرْکَۃً اَیْسَرُہٗ مَؤُنَۃً سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں کم خرچ ہو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے بڑے مالدار صحابی ہیں آپ ﷺ کے قریبی ہیں مگر جب شادی کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کو بلانا اور نکاح پڑھوانا دور کی بات ہے اطلاع کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کرتے بعد میں جب حضور ﷺ کو معلوم ہوتا ہے تو ارشاد فرماتے ہیں کہ اولم ولو بشاۃ ولیمہ کرو چاہے ایک بکری سے ہو۔ آپ علیہ السلام نے ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا کہ کیوں شادی میں مجھے نہیں بلایا کیوں کہ میرے ذریعہ نکاح نہیں پڑھوایا بلکہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو دعائیں دیتے ہیں کہنے کا مطلب ہے کہ شادی کو اتنا ہلکا سمجھتے تھے کہ اس کیلئے لوگوں کو بلانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ☆

اکثر مسلمان عملاً قرآن سے دور ہیں!

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ، وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِيْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات!

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رشد وہدایت کے لئے بہت سے انبیاء ورسل مبعوث فرمائے جنہوں نے انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کی خدا اور بندوں کے درمیان رشتہ کو مضبوط کیا ان کو زندگی کے اصول وضوابط سکھائے مرنے کے بعد پیش آنے والے امور سے آگاہ کیا ہر ایک نبی کا جو وقت موعود تھا اسی وقت پر وہ چلا گیا پھر دوسرے نبی آئے اور وہ بھی چلے گئے اللہ تعالیٰ کی سنت یہی رہی ہے کہ کوئی یہاں ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح انبیاء ورسل مبعوث فرمائے

اسی طرح بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں ہماری ہدایت ورہنمائی کے لئے رسولوں کو دی گئیں بڑی بڑی کتابوں میں چار کتابیں تورات، زبور، انجیل اور قرآن کریم مگر جس طرح انبیاء علیہم السلام دنیا میں نہیں رہے اسی طرح ان کی کتابیں بھی سوائے قرآن کریم کو کہ اسکو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جس طرح محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا تھا اسی طرح بالکل صحیح سالم ایک حرف نقطے اور شوشے کے بغیر ہمارے سامنے موجود ہے یہ قرآن کا عظیم الشان معجزہ ہے مگر ہماری بہت بڑی غلطی اور سستی ہے کہ ہم نے قرآن کو جس طرح مضبوطی سے پکڑنا چاہئے تھا اس طرح نہیں پکڑا اور قرآن کی طرف سے بڑی غفلت اور سستی سے کام لے رہے ہیں۔

قرآن سے بے اعتنائی

مسلمانوں کی زندگیوں میں قرآن سے دوری، بے اعتنائی اور غفلت کے مختلف مظاہر پائے جاتے ہیں۔ سطور ذیل میں ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

آج مسلمانوں کی اکثریت کا عملاً قرآن سے اگر کچھ تعلق نظر آتا ہے تو بس یہ کہ وہ اسے اپنے گھروں میں ریشمی جزدانوں میں لپیٹ کر الماریوں میں سجا کر رکھتے ہیں، مختلف امراض کے علاج کے لئے اس کی آیتوں کے تعویذ بنا کر گلے میں باندھتے اور دھو کر پیتے ہیں، جنات اور بھوت پریت بھگانے کے لئے اسے پڑھ کر پھونکتے ہیں۔ تنازعات کی صورت میں اس پر ہاتھ رکھ کر قسم کھاتے ہیں، دوکانوں اور مکانوں کی برکت کے لئے قرآنی آیات کے طغرے لگاتے ہیں اور ان کے افتتاح کے موقع پر قرآن خوانی کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ مولانا ماہر القادری نے بڑے پرسوز انداز میں مسلمانوں کے اس رویہ کا شکوہ کیا ہے۔ ان کی مشہور نظم قرآن کی فریاد ہے ان کی مشہور نظم 'قرآن کی یاد' کے چنداشعار سماعت فرمائیں۔

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں، آنکھوں میں لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں، دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جز داں حریر وریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے، خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جس طرح سے طوطا مینا کو کچھ بل سکھائے جاتے ہیں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں، اس طرح سکھایا جاتا ہوں
جب قول قسم لینے کے لئے تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت ہوتی ہے، ہاتھوں پہ اٹھایا جاتا ہوں

بہت سے مسلمان ہیں جو قرآن کی تلاوت کا اہتمام کرتے ہیں روزانہ اسکا کچھ حصہ پڑھتے ہیں ماہ رمضان المبارک میں اس کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے جب حفاظ کرام قرآن سنانے کیلئے کمر بستہ ہوجاتے ہیں اور عام مسلمان تراویح میں، اپنی نفل نمازوں میں اور نمازوں کے علاوہ بھی اپنا زیادہ تر وقت قرآن پڑھنے میں لگاتے ہیں۔

صحابہ کرام کے دور میں قرآن کریم پڑھنے سننے اور سنانے کا کثرت سے ماحول تھا صحابہ کرام نفلوں میں قرآن پڑھا کرتے تہجد کی نماز میں قرآن پڑھتے تھے اور صرف الفاظ پڑھنے پر ہی اکتفا نہیں کرتے تھے مگر معانی قرآن پر غور و فکر کرتے تھے۔ آیت عذاب پڑھ کر روتے تھے اور اللہ کے عذاب سے ڈرنے اور پناہ مانگتے تھے ہم بھی انہیں کے نام ہو رہے ہیں مگر ان کی سیرتوں اور کرداروں سے بہت دور ہیں اسی لئے ہم لوگ در در کی ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں آج اس بات کا عہد کریں کہ قرآن کو سینوں سے لگائیں گے اس کی تلاوت کریں گے اور قرآن کے احکام پر عمل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان بالخیر پر خاتمہ فرما۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ☆

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کی مجاہدانہ زندگی!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ، اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ مشفق و مہربان معلمات عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو!

میری تقریر کا موضوع ہے 'حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کی مجاہدانہ زندگی'۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: 'عُلَمَاءِ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ' میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ ہمارے پیغمبر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم ہیں قیامت تک کوئی نبی و رسول نہیں آئے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: 'اَنَا خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَ بَعْدِیْ' میں خاتم النبین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ایک دوسری حدیث میں

ارشاد فرمایا: ’’لَوْ کَانَ بَعْدَ نَبِیٌّ لِکَانَ عُمَر‘‘ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے۔ مگر نبوت کا سلسلہ بند ہو چکا ہے لیکن نبی کی ضرورت تو قیامت تک باقی رہے گی تو اس ضرورت کو کون پورا کرے گا اس کو علماء کرام پورا کریں گے علما کرام انبیاء کے نائب ہیں انہیں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ قیامت تک دین کا کام لیتا رہے گا اور یہ امت کو ضلالت وگمراہی سے نکال کر راہ مستقیم پر لاتے رہیں گے تاریخ میں ایسے بہت سے علمائے کرام اور صوفیائے عظام کے نام موجود ہیں جن پر تاریخ بھی فخر کرتی رہے انہیں میں ایک ابراہیم بن ادھمؒ ہیں انکے تعلق سے چند باتیں گوش گذار کرتی ہوں۔

حلال کھانے والا عقلمند ہے

حضرت شفیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے بلاد شام میں میری ملاقات ہوئی، میں نے حضرت سے کہا کہ آپ نے خراسان کی مزے کی زندگی کو چھوڑ دیا ہے، کہنے لگے لطف ومزہ تو شام کی زندگی میں ہے میں اپنے دین کو لے کر ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر بھاگ رہا ہوں کوئی مجھے دیکھ کر خبطی کہتا ہے اور کوئی حمال کہتا ہے اور اے شفیق عقلمند ہمارے نزدیک وہ نہیں ہے جو زائد حج وجہاد وغیرہ عبادات کرنے والا ہو بلکہ اصل عقلمند وہ ہے جو اس کو سمجھتا ہو کہ اس کے پیٹ میں کیا داخل ہو رہا ہے۔ (یعنی حلال وطیب غذا اصل ہے) حلال خالص کی دو روٹیاں کافی ہیں اے شفیق، اللہ پاک نے فقراء پر کتنا بڑا انعام فرمایا ہے، کہ آخرت میں ان سے نہ حج کا سوال ہوگا نہ جہاد کا نہ زکوٰۃ کا، اور نہ صلہ رحمی وغیرہ کا، سوالات ہوں گے تو ان مسکینوں یعنی مالداروں سے ہوں گے۔ (کذافی تہذیب الکمال، ص۳۱۴، ج:۱) وہ سوال وجواب میں پھنس کر رہ جائیں گے اور فقراء کرام اولیاء اللہ جنت میں بہت پہلے داخل ہو چکے ہوں گے۔

تم ابراہیم بن ادہم تو نہیں ہو

فائدہ: ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں رزق حلال پر زور دیا ہے وہ ہی اصل چیز ہے قبولیت اعمال صالحہ اسی پر موقوف ہے، خود ان کی تمام عمر اسی حزم واحتیاط میں گذری اور حلال خالص کیلئے بہت زبردست مجاہدات اختیار کئے، چنانچہ ابراہیم بن بشار جو حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص تھے کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سے معلوم کیا کہ آپ ہمیں اپنے ابتدائی احوال سے واقف کرائیں کہ کس طرح اس عظیم مقام پر جائز ہوئے؟ فرمایا اور کچھ معلوم کرو وہ بہتر ہے، لیکن میں نے اصرار کیا کہ حضرت بتادیں تا کہ ہمیں فائدہ پہنچے، تب حضرت نے فرمایا کہ میرے والد رحمۃ اللہ علیہ بلخ کے رہنے والے تھے اور خراسان کے بادشاہ سلطان تھے اور وہ مالدار انسان تھے، زندگی بڑے عیش وآرام میں گذر رہی تھی اور شکار کرنا ہمارا مشغلہ تھا، میں گھوڑے پر سوار ہو کر اور شکاری کتوں کو ساتھ لے کر شکار کیلئے نکلا اور اسی مشغلہ میں لگا ہوا تھا کہ پیچھے سے آواز سنائی دی کہ تم کو اس کام کیلئے نہیں پیدا کیا گیا میں نے مڑ کر دیکھا تو کوئی نہ تھا میں اس کو ایک فضول آواز سمجھا اور آگے چل دیا پھر اسی طرح کی آواز آئی کئی بار ایسا ہوا تو توجہ کی اور سمجھا کہ یہ تنبیہ اللہ پاک کی طرف سے ہے تب میں نے یہ سب کچھ ترک کر دیا اور اپنے والد بزرگوار کے چرواہوں کے پاس گیا اور ان کا لباس پہن لیا اور اپنا لباس اتار دیا اور زہد فی الدنیا اور رغبت الی اللہ اور رغبت الی الآخرت کو اپنا مقصد زندگی بنالیا، عراق آیا وہاں کچھ عرصہ کام کیا اور طلب حلال میں محنت کی اور عبادت الٰہی اختیار کی مگر حلال خالص میسر نہ آیا تو بعض مشائخ سے معلوم کیا انہوں نے بلاد شام کا مشورہ دیا، میں نے بلاد شام کا رخ کیا اور منصورہ پہنچا وہاں محنت کی مگر تسلی بخش کیفیت حاصل نہ ہوئی، پھر مشورہ کیا تو بعض لوگوں نے راطوس کا

مشورہ دیا میں وہاں آیا اور باغوں اور کھیتوں کی نوکری کی وہاں ایک واقعہ اور پیش آیا کہ ایک صاحب نے کہا او نگران باغ ایک بڑا انار لا کر دے جو عمدہ ہو، میں گیا اور ایک بڑا انار لایا اس نے اس کو کھایا مگر وہ کھٹا نکلا تو اس پر اس نے کہا کہ تجھے اتنا عرصہ گذر گیا یہاں کھاتے اور رہتے اور تجھے پتہ نہیں چل سکا کہ کونسا کیا ہے، تب میں نے کہا کہ میں نے کبھی اس باغ کا پھل نہیں کھایا، اس نے کہا کہ تم ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ تو نہیں ہو؟ میں نے جان لیا کہ اس نے مجھے پہچان لیا وہ چلا گیا اور لوگوں میں اس کے چرچے ہونے لگے، تب میں وہاں سے دوسرے شہر میں نکل گیا۔

سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ اور وہ لوگ جو ہمارے لئے مجاہدہ کرتے ہیں ان کو ضرور اپنے راستہ کی رہنمائی کر دیں گے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے ساتھ ہے محنت کرنے والا کبھی ناکام نہیں ہوتا ایک اور موقع پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نیک کام کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا، انسان کو کوشش کرنا چاہیئے کہ حلال اور پاکیزہ رزق کی تلاش میں رہے اور حرام اور نرمی سے ہر وقت سے بچتا رہے اس لئے کہ کھانے کا بہت اثر پڑتا ہے حلال کھائیں گے تو نیک کاموں کی توفیق ہوگی اور حرام مال سے انسان برائی میں مبتلا ہوگا اس لئے حلال کمائیں حلال کھائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور تمام امت مسلمہ کو رزق حلال عطا فرمائیں۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

زندگی حقیقت میں دل کی زندگی ہے

اَلسَّلامُ عَلَیکُم وَرَحمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. یَعْلَمُوْنَ ظَاھِرًا مِّنَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ عَنِ الْاٰخِرَۃِ ھُمْ غٰفِلُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفق ومہربان معلمات عزیزہ طالبات! زندگی حقیقت میں دل کی زندگی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. سن لو اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے اور جب دل کو اطمینان حاصل ہوگا تو پورے جسم کو سکون نصیب ہوگا اگر دل کو سکون نہیں ہے تو زندگی بھر سکون مل نہیں سکا اس لئے ہمیں ایسے کام کرنا چاہئے جس سے ہمارے قلوب کو سکون حاصل ہو اور وہ اللہ کی عبادت اور ذکر واذکار ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور بندوں کو حکم فرماتے ہیں۔ یٰٓاَیُّھَا

الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا وَّسَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلاً۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرو۔ جن کی زندگیوں میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہ کسی سے خوف نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ ان کو حقیقی سکون اور قلبی اطمینان عطا کرتا ہے ان کے راحت وآرام کے سامان نہیں ہوتے۔ ایئر کنڈیشن ان کے گھروں میں نہیں لگے ہوتے مگر اللہ تعالیٰ ان کو نعمت باطنی عطا کر دیتا ہے وہ ظاہری دولت اور جھوٹی شان وشوکت سے کہیں بڑھی ہوئی ہے۔

دل کو بھی عوارض لاحق ہوتے ہیں

انسانی جسم کو جو جو عوارض لاحق ہوتے ہیں وہ سب انسانی دل کو بھی لاحق ہوتے ہیں۔ جسمانی عوارض مادی اسباب کو اپنانے سے دور ہوتے ہیں جبکہ قلبی عوارض روحانی اسباب کو اپنانے سے دور ہوتے ہیں۔ جس طرح جسم بیمار ہوتا ہے، بے ہوش ہوتا ہے، بھوکا اور پیاسا ہوتا ہے، بالکل اسی طرح دل بھی بیمار ہوتا ہے، مدہوش ہوتا ہے، بھوکا پیاسا ہوتا ہے، جسم کی بھوک اور پیاس کھانے پینے سے مٹتی ہے، جب کہ دل کی بھوک اور پیاس تلاوت قرآن اور ذکر باری تعالیٰ کی روحانی غذا سے مٹتی ہے۔ جسم کو دوا کھانے سے شفا ملتی ہے تو دل کو تعلق باللہ سے شفا ملتی ہے۔ دل کی زندگی کا پورا انحصار اللہ سے جڑنے پر ہے، اسی لئے اس دنیا میں انسانی جسم پر صرف ایک مرتبہ موت طاری ہوتی ہے۔ انسانی جسم صرف ایک مرتبہ مرتا ہے، پھر اسے روز حشر ہی زندگی نصیب ہوتی ہے، مگر دل پر بار بار موت طاری ہوتی ہے، پھر وہ زندہ ہوتا ہے۔ جب جب انسان اللہ سے اپنا تعلق ختم کر لے اور اس کے احکامات وتعلیمات سے روگردانی کرے، اس کے دل پر موت طاری ہوتی ہے او رجب جب وہ اللہ سے جڑے اور اس سے قریب ہونے کی کوشش کرے، ایک نئی

زندگی دل کو ملا کرتی ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے دلوں پر بھی ان کے جسموں کی طرح صرف ایک بار موت اس دنیا میں طاری ہوتی ہو اور بڑے غافل ولا پرواہیں وہ لوگ جن کے دلوں پر بار بار موت طاری ہوتی ہو۔

جسم اور دل کی زندگی میں ایک بنیادی فرق یہ بھی ہے کہ عمر کے گزرنے کے ساتھ ساتھ انسانی جسم بھی کم زور اور بوڑھا ہوتا جاتا ہے جب کہ دل کا معاملہ بالکل اس سے مختلف ہے۔ اس کی طاقت اور کمزوری کا سارا دارومدار اور اس کی جوانی اور بڑھاپے کا پورا انحصار عبادتوں اور ریاضتوں پر ہوا کرتا ہے، جس کا تعلق اپنے رب سے جتنا گہرا ہوگا اس کا دل اتنا ہی جوان ہوگا۔ اس معیار کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو کتنے بوڑھے ہیں جن کے دل جوان ہیں اور کتنے جوان ہیں جن کے دل بوڑھے ہو چکے ہیں۔ کتنے صحت مند ہیں جن کے دل بیمار ہیں اور کتنے بیمار ہیں جن کے دل صحت مند ہیں۔ کتنے کم زور ہیں جن کے دل توانا اور طاقت ور ہیں اور کتنے طاقتور ایسے ہیں جن کے دل کمزور ہیں۔ کتنے خوش حال ہیں جن کے دل تنگ ہیں اور کتنے تنگ دست ہیں جن کے دل کشادہ ہیں۔ انسان کی حقیقی قیمت اس کے دل سے ہے نہ کہ جسم سے زندگی حقیقت میں دل کی زندگی ہے، اس کے بغیر محض جسم کی زندگی بے معنی ہے۔ اسی لئے اس انسان کے بدلنے کے لئے اس کے دل کا بدلنا از حد ضرور ہوتا ہے۔ جس کا دل نہ بدلے اس انسان کی تبدیلی کا کوئی اعتبار نہیں۔

ایک عربی شاعر نے کیا خواب کہا:

يَا خَادِمَ الْجِسْمِ كَمْ تَشْقٰى بِخِدْمَتِهٖ
فَاَنْتَ بِالْقَلْبِ لَا بِالْجِسْمِ اِنْسَانٌ

(اے جسم کے خدمت گذار! تو کب تک اپنے جسم کو سنوارنے کی بدبختی میں مبتلا رہے گا، تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ تو اپنے دل کیوجہ سے انسان ہے نہ کہ اپنے جسم کیوجہ سے)

دور حاضر کا ایک المیہ یہ ہے کہ اکثر انسانوں کے جسم آباد ہیں مگر دل ویران ہیں۔ بظاہر دیکھو تو انسان خوش پوشاک، حسین سراپا اور ظاہری چمک دمک لئے گھوم پھر رہے ہیں، مگر ان کے دل کی دنیا دیکھو تو رات کے اندھیروں سے زیادہ تاریک اور قدیم کھنڈروں سے زیادہ ویران نظر آتی ہے۔ جدید تہذیب نے انسان کو مادہ پرستی کا ایسا سبق پڑھایا ہے کہ وہ صورتوں کا پرستار اور حسین چہروں کا غلام بن کر رہ گیا ہے، جب کہ وہ اپنے دل کی صفائی اور طہارت باطن سے یکسر غافل ہے۔ نتیجے میں آج روئے زمین پر انسانی بھیس میں کتنے ایسے درندے پل رہے ہیں جن کے نزدیک نہ سیرت و اخلاق کی کوئی اہمیت ہے اور نہ ہی کردار و عمل کا کوئی وزن: 'اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ' (الاعراف:۱۷۹) ''وہ تو جانوروں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی زیادہ گئے گزرے، یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھوئے گئے ہیں''۔

وہ جسم کو سنوارنے کے لاکھ سامان کرتے ہیں مگر دل کو سنوارنے والے اسباب سے عاری ہیں۔ یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۔(الروم:۷) ''لوگ دنیا کی زندگی کا بس ظاہری پہلو جانتے ہیں او ر آخرت سے وہ خود ہی غافل ہیں''۔ (از ماہنامہ راہ اعتدال، مئی ۲۰۱۲ء عمر آباد)

دل کو سنوارنے کی ضرورت

ہمارے اکابر و اسلاف نے دل کو سنوارنے کے لئے بڑے مجاہدے کئے اور سنۃ اللہ یہی ہے کہ جو لوگ ہمارے لئے مجاہدے کریں گے ہم ان کو سیدھے راستہ کی رہنمائی کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب کو اتنا صاف ستھرا کر دیا کہ دنیا کی گندگی ان کے قلوب پر اثر انداز نہیں ہو سکتی تھی وہ دنیا کو دھتکارتے تھے اور دنیا ان کے قدموں میں آ کر گر پڑتی ہیں مگر آج کل لوگوں کا حال یہ ہے کہ اپنے جسم کے لئے

بڑی محنت کرتے ہیں اس کے سینکڑوں اور ہزاروں خرچ کرتے ہیں جب کہ اصل دل ہے اس کی طرف توجہ دینے چاہئے اگر دل مطمئن رہا تو پورا جسم راحت آرام اور چین وسکون مل جائے گا لیکن جسم کے حسین وجمیل اور خوبصورت ہونے سے کوئی ضروری نہیں کہ دل کو بھی سکون واطمینان حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمارے قلوب کو مجلی و مصفی بنائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

قرآن کریم کی تلاوت کے بار بار اور مسلسل احکامات

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْن. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

سامعین عظام صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات!

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری کلام ہے جو حضرت نبی اکرم ﷺ پر تیئیس سال کے عرصہ میں موقع اور ضرورت کے لحاظ سے تھوڑا تھوڑا نازل ہوا جس کے حرف حرف میں نورانیت ہی نورانیت ہے کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کے سینوں میں مکمل قرآن ہے اور اس کی تلاوت سے محفوظ ہوتے ہیں جس کے ایک حرف پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں: 'مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا' جو ایک نیکی

لے کر آئے گا اس کو اسی جیسی دس نیکیاں ملیں گی صرف زبان کو تھوڑی سی حرکت دیتی ہے کہ نہ کوئی محنت نہ مشقت دنیا کی چند کوڑیوں کی خاطر راتوں رات محنت کرتے ہیں گھر بار اور وطن چھوڑ کر سینکڑوں ہزار میل دور چلے جاتے ہیں کیا قرآن کی تلاوت کر کے ہم ان عظیم فوائد کو حاصل نہیں کر سکتے۔

تلاوت قرآن صرف ایک عبادت ہی نہیں

تلاوتِ کلام پاک ایک بہت بڑی عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ ایمان کو تروتازہ رکھنے کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ قرآن صرف ایک بار پڑھ لینے کی چیز نہیں ہے بلکہ بار بار پڑھنے اور ہمیشہ پڑھتے رہنے کی چیز ہے اگر قرآن بس ایک مرتبہ پڑھ لینے کی چیز ہوتی تو کم از کم نبی اکرام ﷺ کو تو اس کے بار بار پڑھنے کی قطعاً کوئی حاجت نہ تھی۔ لیکن قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو مسلسل قرآن پڑھتے رہنے کی بار بار تاکید ہوئی۔ عہد رسالت کے بالکل ابتدائی ایام میں تو انتہائی تاکیدی حکم ہوا کہ رات کا اکثر حصہ اپنے رب کے حضور میں کھڑے ہو کر ٹھہر ٹھہر کر قرآن پڑھتے ہوئے بسر کرو۔ بعد کے ادوار میں بھی، خصوصاً جب مشکلات و مصائب کا زور ہوتا تھا۔ اور صبر واستقامت کی خصوصی ضرورت ہوتی تھی، آنحضور ﷺ کو تلاوت قرآن ہی کا م حکم دیا جاتا تھا۔ چنانچہ سورۃ الکھف میں ارشاد ہوا ہے: ”وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا“ (الکھف:۲۷) ”اور پڑھا کر جو وحی ہوئی تجھ کو تیرے پروردگار کی کتاب سے۔ کوئی اس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں اور نہ ہی تو کہیں پا سکے گا اسکے سوا پناہ کی جگہ“۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ (العنکبوت:۴۵) ”پڑھا کر جو وحی ہوئی تیری طرف کتاب الٰہی اور قائم رکھ نماز کو!“

اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تلاوت مسلسل کرتے رہنا ضروری ہے اور یہ مومن کی روح کی غذا، اس کے ایمان کو تروتازہ اور سرسبز وشاداب رکھنے کا اہم ترین ذریعہ اور مشکلات وموانع کے مقابلے کے لئے اس کا سب سے موثر ہتھیار ہے۔

کتاب الٰہی کے اصل قدر دانوں کی یہ کیفیت قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے کہ: الَّذِيْنَ اٰتَيْـنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ (البقرہ:۱۲۱) ''جن لوگوں کو ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ اسکی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے''۔

تجوید

اس سلسلے میں سب سے پہلی ضروری چیز قرآن مجید کے حروف کی شناخت ان کے مخارج کا صحیح علم اور رموز اوقاف قرآنی کی ضروری معلومات کی تحصیل، جسے اصلاحاً تجوید کہتے ہیں اور جس کے بغیر قرآن مجید کی صحیح اور تلاوت ممکن نہیں۔

روزانہ کا معمول

قرآن مجید کے حق تلاوت کی ادائیگی کے لئے دوسری ضروری چیز یہ ہے کہ تلاوت قرآن کو زندگی کے معمولات میں مستقل طور پر شامل کیا جائے اور ہر مسلمان تلاوت کا ایک مقررہ نصاب پابندی کے ساتھ لازماً پورا کرتا رہے۔ مقدار تلاوت مختلف لوگوں کے لئے مختلف ہوسکتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ مقدار جس کی آنحضور ﷺ نے توثیق فرمائی ہے یہ ہے کہ تین دن میں قرآن ختم کیا جائے یعنی دس پارے روزانہ پڑھے جائیں اور کم سے کم مقدار، جس سے کم کا تصور بھی ماضی قریب تک نہ کیا جاسکتا تھا یہ ہے کہ ایک پارہ روزانہ پڑھ کر ہر مہینے ایک قرآن ختم کرلے۔

(ڈاکٹر اسرار احمد، مفسر قرآن، کراچی پاکستان)

صحابہ کرام ایک ایک رات میں کئی کئی پارے تلاوت کرتے تھے بلکہ بعض صحابہ کرام تو ایک ہی رات میں پورا قرآن مجید پڑھا کرتے تھے اور بعد کے ادوار میں بھی تلاوت قرآن کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رمضان کے مہینہ میں اکسٹھ قرآن ختم کرتے تھے تیس دن میں تیس رات میں اور ایک تراویح میں ہم اگر کمزور ہیں اتنا نہیں پڑھ سکتے تو کم از کم مہینہ میں ایک دو قرآن تو ختم کر سکتے ہیں عزم وہمت کریں کوئی مشکل کام نہیں۔

اللہ تعالیٰ تلاوت قرآن کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

حضور ﷺ کی ہجرت

خالص رحمت الٰہی کے سائے میں

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْهُمَا فِی الْغَارِ. اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ، مشفق ومہربان معلمات، عزیزہ طالبات!

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رشد وہدایت کے لئے ایک لاکھ سے زائد انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں ربیع الاول کے مہینہ میں پیر کے دن صبح کے ولادت باسعادت ہوئی ہے والد محترم کا سایہ سر سے اٹھ جاتا ہے اور جب چھ سال کی عمر کو

پہونچتے ہیں تو والدہ محترمہ کا وصال ہوتا ہے پھر آٹھ سال کی عمر کو پہونچتے ہیں تو دادا کا انتقال ہوتا ہے اس کے چچا ابو طالب پرورش کرتے ہیں اور چالیس سال کی عمر میں تاج نبوت سے سرفراز کیا جاتا ہے اور اعلان نبوت کرتے ہیں تو مکہ کے سردار مخالفت کرتے ہیں خود آپ ﷺ اور آپ کے جان نثاروں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑتے ہیں پھر ہجرت کا حکم ہوتا ہے صحابہ کرام ہجرت کر جاتے ہیں اور سب سے اخیر میں آپ ﷺ ہجرت کرتے ہیں۔

جناب صدر الدین البیانوی لکھتے ہیں: کہ واقعۂ ہجرت کو جو بھی پڑھتا ہے حیران رہ جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس سفر کی کتنی ہمہ پہلو تیاری کی۔ پوری منصوبہ بندی کے ساتھ، تمام ممکنہ وسائل کو آپ بروئے کار لائے حالاں کہ آپ ﷺ کو وحی ربانی کی مکمل تائید بھی حاصل تھی اور اللہ قادر مطلق اس بات کی مکمل طاقت رکھتا تھا کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے تمام اصحاب بغیر کسی تکلیف اور مشقت کے مدینہ پہنچا دیئے جاتے۔ لیکن اللہ عزوجل کو امت کے لئے ابدی قانون اور داعیان حق کے لئے بہترین سنت قائم کروانا تھی۔ آیئے آپ ﷺ کی تیاریوں اور منصوبہ بندی کی کچھ جھلکیاں دیکھیں: ● دو تیز رفتار سواریوں کی یوں تیاری کی کہ چار ماہ تک دونوں اونٹنیوں کی خوب دیکھ بھال کی گئی اور عین سفرِ ہجرت کے موقع پر انہیں ضروری ساز وسامان سے پوری طرح لیس کیا گیا۔ ● راستوں کے ماہر عبد اللہ بن اریقط کو راستے کی نشان دہی کے لئے باقاعدہ اجرت پر ساتھ لیا۔ اگر چہ عبد اللہ اس وقت مشرک تھے، لیکن اپنے کام میں خوب مہارت رکھتے تھے، اس لئے آپ ﷺ نے ان کا انتخاب کیا۔ ● زاد راہ اور سامان خورد ونوش کا باقاعدہ انتظام کیا گیا۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا ہر شام کھانا پہنچایا کرتیں اور عامر بن فہیرہ رات کو دودھ پہنچایا کرتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی جمع پونجی (تقریباً چھ ہزار درہم) سفر میں اپنے

ساتھ رکھی۔ ● ہجرت کے معاملے کو مکمل راز داری میں رکھا گیا۔صرف انہی چند لوگوں کو اس کی خبر تھی جنہیں براہ راست اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانا تھا، راستوں کے بارے میں دشمنوں کو مغالطہ دینے کے لئے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جنوب میں واقع یمن کا راستہ اختیار کیا حالاں کہ مدینہ سمت شمال میں واقع ہے،اسی طرح دشمنوں کی نقل وحرکت سے لحہ بہ لحہ باخبر رہنے کا انتظام بھی تھا۔ ● غارثور میں تین روز تک قیام پذیر رہے تا کہ دشمن کی تگ ودو ماند پڑ جائے، قدموں کے نشان مٹانے کا بھی مکمل انتظام کیا گیا، کہ کہیں یہ نشان کفار کو سمتِ سفر اور جگہ کی تعین میں مدد نہ دیں۔

ان تمام اسباب ووسائل کی باحسن فراہمی کے بعد اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور اسی پر مکمل اعتماد تھا، آیئے! توکل علی اللہ کے جذبے سے لبریز وہی مکالمہ ایک بار پھر بگوش ہوش سنیں۔

سیدنا ابوبکر الصدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اے اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! اگر ان (تعاقب کرنے والوں) میں سے کسی نے بھی اپنے قدموں پر نظر ڈالی تو ہم ضرور دیکھ لئے جائیں گے۔رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: ابوبکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ! ان دو کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے جس کا تیسرا اللہ تعالیٰ خود ہو۔

اللہ پر کامل اعتماد، بہترین تیاری، منصوبہ بندی اور فراہمی اسباب ووسائل کے بعد پھر اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ برحق ہے،اس سارے عمل کا براہ راست پھل اللہ تعالیٰ کی نظرعنایت اور سفرِ ہجرت کی بحفاظت تکمیل کی صورت میں برآمد ہوا تھا۔

صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی بے مثال قربانی

سفرِ ہجرت میں حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی جانب سے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ذات اقدس کے لئے فداکاری اور محبت کی بے مثال تصویر ہمارے سامنے آتی ہے۔

انہیں اس ذمہ داری کا پوری شدت سے احساس تھا کہ انہیں کتنی عظیم ہستی کو منزل مراد تک بحفاظت پہنچانا ہے۔ راہ خدا میں اپنے مشن کی تکمیل کے لئے کس جذبے، محبت وفداکاری کی ضرورت ہے، احیائے اسلام کے لئے جدوجہد کرنے والوں کے لئے اس میں اہم سبق ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کیا کہتے ہیں: ''اللہ کی قسم! اس (غار) میں آپ سے پہلے میں داخل ہوں گا، اس میں اگر کوئی خطرناک چیز ہو تو آپ کے بجائے مجھے نقصان پہنچائے'' پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ غار میں موجود تمام سوراخ بند کر چکے تو ایک سوراخ ایسا باقی تھا جو بند نہیں کیا جا سکا تھا۔ اسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا پاؤں رکھ کر بند کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر رکھ کر سو گئے۔ اسی دوران بل میں موجود کسی زہریلی چیز نے ڈنک مارا لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ ہلے تک نہیں کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند نہ خراب ہو جائے۔ یہاں تک کہ تکلیف کی شدت سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے بے اختیار بہہ پڑنے والے آنسو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر گرے تو صورت واقعہ کا علم ہوا۔

پھر مدینہ کے راستے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چلتے تو کبھی پیچھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اضطراب کو بھانپ گئے، پوچھنے پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب مجھے کفار کی طلب اور جستجو یاد آتی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلنے لگتا ہوں اور جب ان کا اعلان کردہ انعام میرے ذہن میں آتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے چلنے لگتا ہوں، فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ کوئی چیز ایسی ہے جو تم پسند کرتے ہو کہ میرے بجائے تمہیں مل جائے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: جی ہاں! اس راہ میں مارا جانا۔ میں اگر قتل ہوتا ہوں تو میں اکیلا ہی مارا جاؤں گا اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے تو گویا ساری امت ہلاک ہو گئی۔

کتنی محبت تھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز یہ گوارا نہ تھا کہ ان کے ہوتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی معمولی تکلیف بھی پہونچے۔ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو کفار کی طرف سے ان کو بھی بڑی تکلیفیں پہونچائی گئیں ایک دفعہ تو کفار نے مار مار کر بیہوش کر ڈالا لیکن جب بعد میں ہوش آیا تو یہی سوال کیا لوگوں سے کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں لوگوں نے کہا کہ انہیں کی وجہ سے یہ حالت ہوئی اور انہیں کو پوچھ رہے ہو مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کی ذرہ بھی پروانہ کی یہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کہ سب کچھ آپ کے لئے قربان کر دیا، اسی قربانی اور محبت کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نبیوں کے بعد سارے انسانوں سے بڑا مقام و مرتبہ عطا کیا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسی محبت اور اسلام پر مر مٹنے والا بنائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

''طالبات تقریر کیسے کریں؟'' کی جلد دوم تمام ہوئی۔

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ .

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ

کی مزید تالیفات

۱	خوابوں کی تعبیر اور ان کی حقیقت	جلد اول و دوم (سوم زیر طبع)
۲	انوار السالکین	
۳	انوارِ طریقت	
۴	تصوف کی حقیقت	
۵	سفر نامہ جنوبی ہند تا جنوبی افریقہ	
۶	مفتاح الصلوٰۃ	
۷	ملفوظات حبیب الامت حفظہ اللہ	دو جلدیں
۸	سوانح حاذق الامت رحمۃ اللہ علیہ	
۹	پیارے نبی کی پیاری دعائیں	
۱۰	خطباتِ رحیمی	دس جلدیں
۱۱	خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام	دس جلدیں
۱۲	تفسیری خطباتِ حبان	دو جلدیں
۱۳	خطباتِ رمضان المبارک	چار جلدیں
۱۴	طالبات تقریر کیسے کریں؟	دس جلدیں
۱۵	خواتین کے لئے منتخب تقاریر	
۱۶	خواتین کے لئے اصلاحی تقاریر	
۱۷	مستورات کے لئے انقلابی تقاریر	
۱۸	الحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم	
۱۹	زیاراتِ حرمین شریفین	
۲۰	مجالس رحیمی	
۲۱	فیضانِ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ	
۲۲	اسرارِ طریقت	(زیر تبع)
۲۳	انجمن دیندار چن بسویشورا مسلمان نہیں	
۲۴	رمضان المبارک کے مسائل وفضائل	
۲۵	مجرباتِ حبانی	

☆☆☆